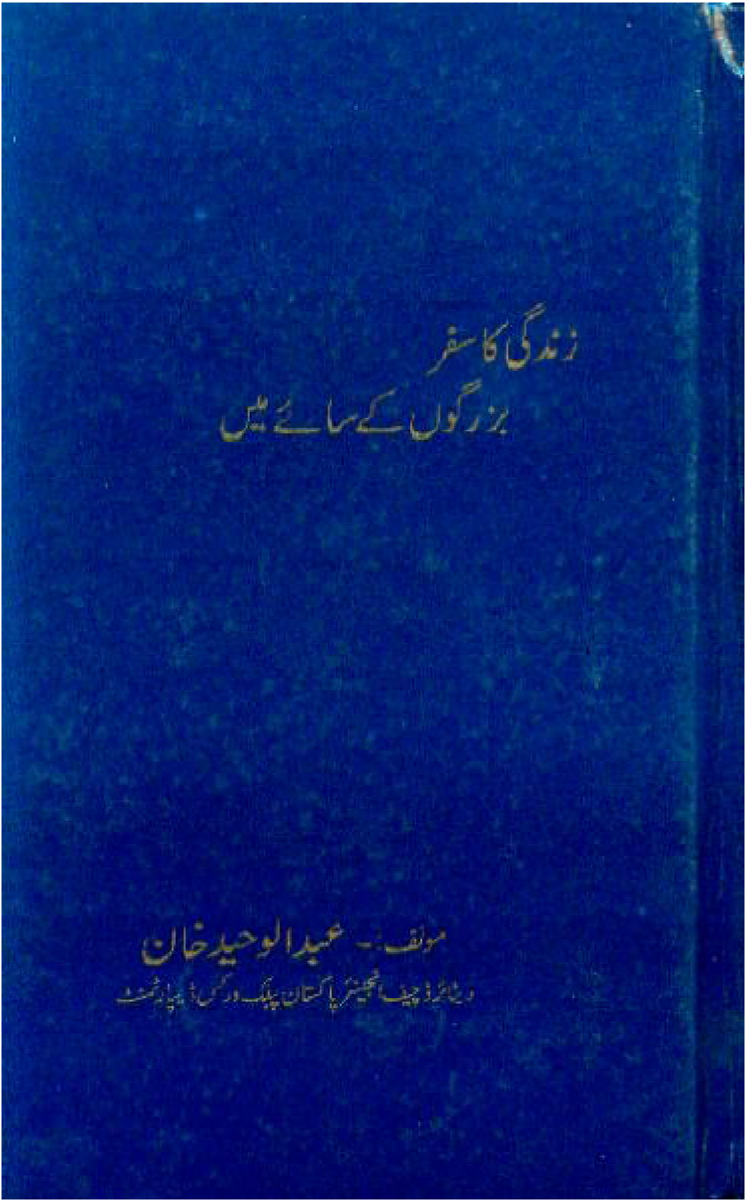
زندگی کا سفر
بزرگوں کے سائے میں
مؤلف:- عبدالوحید خان
ریٹائرڈ چیف انجینئر پاکستان پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلم

زندگی کا سفر

بزرگوں کے سائے میں۔۔۔

مؤلف:۔ عبدالوحیدخان

ریٹائرڈ چیف انجینئر پاکستان پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ

کتاب .... زندگی کا سفر

مصنف .... عبدالوحید خان

صفحات 125

تعداد 500

سن اشاعت 2012ء

ناشر .... مقبول دارالاشاعت، گارڈن ٹاؤن، لاہور

ملنے کا پتہ

1۔ نیّر اقبال 0300-5222000 ہاؤس نمبر 428 سٹریٹ 1، I-8/4 اسلام آباد۔

2۔ فیصل ایوب، 0333-2132114، 97۔ فاران ہاؤسنگ سوسائٹی، نزد دھوروجی کالونی، کراچی

3۔ محمد مقبول الٰہی، J-77، ماڈل ٹاؤن، لاہور

4۔ قاری محمد اشرف، مسجد J-16، ماڈل ٹاؤن، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون

زندگی کا سفر

بزرگوں کے سائے میں ۔۔۔

احقر اِس کتاب کو رسول پاک ﷺ کے شیروں بالخصوص:۔

1۔ حضرت شیخ علی ہجویری، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

2۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

3۔ اعلیٰ حضرت گنجِ کرم، سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری، حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

4۔ حضرت محمد صدیق قادری رحمۃ اللہ علیہ سٹورٹ روڈ، کوئٹہ

5۔ مرحومین والد محمد حسین خان اور محترمہ والدہ صاحبہ

کے نام منسوب کرتا ہوں، جن کی دعاؤں اور کرم گستری نے زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی فرمائی اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

ناچیز عبدالوحید خان

سنتا ہوں بڑے غور سے افسانہ ہستی
کچھ خواب ہے، کچھ اصل ہے، کچھ طرزادا ہے

(بہادر شاہ ظفر)

تقریظ

جناب عبدالوحید خان صاحب سے میری صاحب سلامت پچھلے دو دہائیوں سے ہے، ان سے رفاقت اس وقت مزید بڑھی جب معلوم ہوا کہ موصوف میری طرح حضرت کرماں والا شریف کے معتقدین میں سے ہیں اور بیعت سے مشرف ہوئے۔

کتاب کے مسودہ کو دیکھنے سے پہلے وہ صرف اپنی خوش خلقی اور ظرافت طبع کے حوالے سے زیادہ جانے پہچانے جاتے تھے۔ان کے ساتھ کچھ مرتبہ حضرت کرماں والا اور بہت مرتبہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانے کا سلسلہ بنا۔اس طرح ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو احساس ہوا کہ جناب عبدالوحید خان صاحب خود بہت زیادہ اولیاء کرام کی تکریم کرنے والے ہیں اور اولیاء کرام سے عقیدت رکھنے والے ان کی بہتر تکریم کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں ان کے مشاہدات کا تذکرہ پڑھ کر ان کی ذات کے بہت سے پوشیدہ پہلوؤں اور خداداد صلاحیتوں سے آگہی ہوئی اور ہمارے دل میں ان کی تعظیم، توقیر و تکریم میں گراں بہا اضافہ ہوا اور سچ تو یہ ہے کہ ہم ان کو رشک کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی دنیاوی کام خیر پذیر ہوں۔ دینی اور روحانی مراتب میں ترقی ہو اور ہم لوگوں کے درمیان ان کی موجودگی باعث راحت و برکت ہو۔ آمین۔

[اللہ کی رحمت کا طالب]

محمد مقبول الٰہی

J-77، ماڈل ٹاؤن، لاہور

پیش لفظ

کافی عرصے سے تمنا تھی کہ اپنی حیات کے کچھ واقعات رقم کروں خصوصی طور پر وہ جو بزرگان کرام کی نظرِ عنایت اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے مرہون منت ہیں۔ جسکی ابتدا 1956ء میں حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری، حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ عقیدت و مریدی میں آنے سے ہوئی۔ لیکن مجھ جیسے نا کارہ اور گناہ گار کو ان انعامات کا برملا اظہار کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ محمد مقبول الٰہی صاحب J-77 ماڈل ٹاؤن لاہور کے بار بار اصرار کرنے پر بندہ نیم رضامند ہو گیا۔ جب اپنے محترم بزرگ محمد صدیق قادری صاحب مقیم سٹورٹ روڈ کوئٹہ سے اس بارے میں عرض کی تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایات کا اظہار کرنے میں جھجک نہیں ہونی چاہیئے۔ اس ضمن میں جب میری نظر قرآن حکیم کے ارشادات پر گئی کہ: 1- جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔ (پارہ 28 سورۃ الحشر آیت 7) ۔۔۔۔ 2- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے انعامات کا ذکر کرو۔ (پارہ 30 سورۃ الضحیٰ۔ آیت 11)

چونکہ سب اللہ تعالیٰ کے کرم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں عنایات ہیں اسلئے ان کا برملا اظہار کرنا باعث عار و ملامت نہیں۔

قارئین شاید یہ گمان کریں کہ احقر کسی روحانی مقام پر فائز ہے تو انکی شدید غلطی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر بزرگوں اور اولیاء کرام کی عدم توجہی ہو جائے تو شاید میرا شمار نہایت گنہگاروں میں ہو۔ انسان کی ساخت میں ماں باپ کی دعاؤں کا خاص اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے، اپنی کرم نوازی رکھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی محبت سے سرشار کرے یہی فلاح کا راستہ ہے۔مدعا یہ ہے کہ کتاب بظاہر میرے مشاہدات کی روداد ہے۔لیکن اس کا عین مقصد یہ ہے کہ اگر مجھ جیسے عاصی بے ہنر اور قابلیت سے عاری پر بزرگوں، خصوصی طور پر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازیاں ہوئی ہیں تو عوامی جو یقیناً مجھ سے بہتر ہیں اگر کسی پیر کامل کو اپنا مرشد تسلیم کر کے درود، وظائف کا ورد کریں تو بہتر نتائج منعکس ہوں گے جو فلاح دارین کے لیے منفعت بخش ہونگے۔کیونکہ سب اولیاء کرام کا سلسلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتج ہوتا ہے،

حقیقت میں ہمارا اور اولیاء کرام سے تعلق کا معاملہ وہی ہے جیسے کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگوا تیلی۔۔۔ان بزرگان کرام کے بغیر تو ہماری زندگی کا سفر بس ایک بیکار شے ہے۔

کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا
شغل بیکار ہیں سب تیری محبت کے سوا

یہ عرض کردوں کہ میں نے انہی واقعات کو تحریر کیا ہیں جس کا مجھ مشاہدہ ہوا یا جن معززین کے ساتھ پیش آئے ہیں، اُن سے میں نے خود سنے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا اور میرا حامی وناصر ہو۔

کہاں جائے جب کہ نہ ہوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلبگار تیرا

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

خاکپائے اولیاء اکرام ۔۔۔ (عبدالوحید خان) 12-12-2011

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دھرم کوٹ رندھاوا

دھرم کوٹ ضلع گورداسپور کا ایک پرانا اور تاریخی موضع جو دریائے راوی کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔اب یہ ہندوستان کا حصہ ہے اس قصبہ کے خدوخال پاکستانی ریلوے اسٹیشن جسڑ ضلع نارووال سے صاف نظر آتے ہیں۔سرکاری اندراج کے مطابق احقر 1937ء میں یہاں پیدا ہوا۔

پیر طریقت حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

یہ مردم خیز خطہ ہے یہاں اولیاء نقشبند کے بلند پایہ بزرگ پیر طریقت حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ 1786ء میں پیدا ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور زمانہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی پیشوا ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خضر صورت، بلند قامت اور قوی جسم کے مالک تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 124ء سال کی طویل عمر پائی۔1910ء میں انتقال ہوا۔محمد امین شرقپوری اپنی کتاب اولیائے نقشبند میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زمین اپنے پیرو مرشد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردی۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔میری نانی صاحبہ آپ کے قرابت داروں میں تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر نانی صاحبہ کے گھر پر آ کر رشد و ہدایت سے مستفید فرمایا کرتے۔میری مرحومہ والدہ صاحبہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔آپ فرماتی تھی کہ ایک دفعہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے میری نانی صاحبہ سے کہا کہ میں اپنی اونٹنی کی کھیر

کل بھیجوں گا۔ شام کا وقت ہو گیا لیکن کھیر نہ آئی تو نانی صاحبہ نے کہا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن کھیر ابھی تک نہیں آئی۔ اُدھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خادم خاص محمد دین سے کہا کہ بہو رانی (نانی صاحبہ) شکایات کر رہی ہیں کہ کھیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں بھیجی۔ ادھر نانی صاحبہ نے بات ختم ہی کی تھی کہ گھر کے دروازہ پر دستک ہوئی اور محمد دین نے کہا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کھیر بھیجی ہے۔ حالانکہ دونوں گھروں کے درمیان فاصلہ ایک کلومیٹر سے زائد تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ درحقیقت صاحبِ کشف تھے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے کئی سال بیشتر آپ رحمۃ اللہ علیہ بار بار شرقپور تشریف لائے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخبر حقیقی سے معلوم ہوا تھا کہ اللہ کا شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہیں تولد ہونگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بلند و بالا پرواز کرنے والے شہباز کو اپنے دام میں لانے کے پورے انتظام کر لیے تھے۔

دھرم کوٹ رندھاوا سے پیوسطہ

دھرم کوٹ رندھاوا تقریباً تین ہزار نفوس کا مسکن تھا۔ قرب و جوار کے لوگ خرید و فروخت کیلئے اس قصبہ کا رخ کرتے تھے، یہ قصبہ تین حلقوں میں منقسم تھا۔

پہلے حلقہ میں مسلمان آباد تھے جن کی قصبہ میں اکثریت تھی۔ بیشتر لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ پڑھے لکھے لوگوں کی بھی ایک معقول تعداد تھی جو اردو اور فارسی میں بہت شدید رغبت رکھتے۔ اردو میں غالبؔ، اقبالؔ، حالیؔ، اور حفیظ جالندھریؔ کے کلام سے محفوظ ہوتے اور فارسی میں گلستان، بوستان اور مثنوی مولانا روم کا اردو منظوم ترجمہ ہر پڑھے لکھے گھر میں تھا۔

دوسرا حلقہ ہندؤں کا تھا جو زیادہ تر کاروباری لوگ تھے اور سود کا بیوپار کرتے تھے۔ مسلمان شادی اور دوسرے اہم موقعوں پر ہندوں سے قرض لیتے تھے جس کا اتارنا بمعہ سود کے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ تیسرا حلقہ سکھوں کا تھا جو عین دریائے راوی کنارے پر تھا۔ اس محلّہ کا نام گھنیا کہلاتا تھا۔ کچھ لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے زیادہ تر کا پیشہ ڈاکہ زانی تھا لیکن انھوں نے اپنے قصبہ میں کبھی ڈاکہ نہیں ڈالا، یہ لوگ بزرگوں کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ احقر کے ایک چچا نے بتایا کہ اندرہ گاندھی کے جس سیکورٹی گارڈ نے گولی ماری، وہ اس محلّہ کا باسی تھا، بڑے بھائی عبدالحمید صاحب نے بتایا کہ پارٹیشن سے قبل اسلام کے شعلہ بیان مقرر جناب عطاء اللہ شاہ بخاری قصبہ میں تشریف لائے اور اپنے زورِ خطابت سے لوگوں کو جکڑ کر رکھ دیا، رات کافی بھیگ چکی تھی یہ قحط سالی کا زمانہ تھا، ایک زمیندار نے کھڑے ہوکر کہا کہ بارش نہ ہونے سے ہم تباہ ہوگئے ہیں، آپ تو سیدزادہ ہیں، اللہ سے دعا کریں کہ بارش ہو۔ یہ سن کر بخاری صاحب وجد میں آ گئے اور گڑگڑا کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کی۔ حاضرین نے دعا کے ساتھ ساتھ امین کہنا شروع کیا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ دفعتاً بادلوں سے گِھر گیا۔ گن گرج کے ساتھ بارش شروع ہوئی اور علاقہ جل تھل ہوگیا۔

رتڑ چھتر

دھرم کوٹ کے نزدیک ریلوے اسٹیشن کا نام رتڑ چھتر ہے ایک روایت کے مطابق پرانے وقت میں ایک خبیث ہندو جوگی اپنی چھتری (چھتر) کو مسلمان کے خون سے رنگتا (رتڑ) تھا اور اس کے نیچے بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بزرگ حضرت دانیال کو حکم دیا کہ اس فتنے کو ختم کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عرب شریف سے تشریف لائے اور اس منحوس جوگی کو جہنم واصل کیا۔

مکان شریف

مکان شریف موضع دھرم کوٹ سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں پر بہت اولیائے کرام نقشبند اسودہ خاک ہیں۔ خصوصی طور پر حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ عرف بھورے والا اور پیر امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کے مرقد کا بلند گنبد پاکستانی علاقے سے بھی نظر آتا ہے، اولیائے نقشبند کے مؤلف محمد امین شرقپوری سے منقول ہے کہ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ انتہائی عبادت اور ریاضت کے مرحلوں سے گزرنے کے بعد مرشد کے متلاشی تھے۔ ایک الہامی اشارے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ہمراہ پیدل گوٹھ قاضی احمد ضلع نواب شاہ قریباً سات سو میل کی مسافت طے کر کے رات کے وقت منزل پر پہنچے، اس وقت بارش کی وجہ سے راستے میں کیچڑ تھا۔ گاؤں کی نکڑ پر کچھ لوگ لالٹینیں لیے کھڑے تھے۔ جنہوں نے کہا، حضرت قاضی احمد صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشوائی کیلئے ہم کو بھیجا ہے۔ یہ سن کر مسافت کی ساری تھکان دور ہو گئی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت محبت واُلفت کا اظہار کیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حج کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا تھا کہ پنجاب سے ہمارا ایک عاشق تمہارے پاس آئیگا۔ ان کی عزت و احترم کرنا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستارِ خلافت فاخرہ عطا فرمائی۔ اس طرح سلسلہ نقشبند سندھ سے پنجاب کی طرف منتقل ہوا۔

بچپن کا پہلا روحانی واقعہ

غالباً 1940ء میں، جب میں تقریباً ساڑھے تین یا چار سال کا ہوں گا۔ محترمہ والدہ کی انگلی پکڑ کر اپنے گاؤں دھرم کوٹ سے مکان شریف گیا۔ زنان خانے میں ایک معمر بزرگ خاتون چار پائی پر تشریف رکھتی تھیں۔ والدہ صاحبہ اپنے مسائل عرض کر رہی تھی۔ میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں اہل خانہ کی ایک نوجوان خاتون نے معمر خاتون جنہیں بے بے جی کہتے تھے، عرض کیا کہ میری چابیاں گم ہو گئی ہیں۔ بے بے جی نے فرمایا کہ فلاں طاق میں رکھ کر بھول گئی ہو۔ مجھے خیال آیا کہ بے بے جی سے چلنا بھی مشکل ہے۔ ان کو کیا خبر ہو گی! میں اسی الجھن میں تھا کہ وہ خاتون آئیں کہ اسی طاق سے چابیاں مل گئیں۔ تاہم مجھے اس واقعہ کا کم عمری کی وجہ سے کوئی اثر نہ ہوا۔ لیکن پندرہ سال کے بعد حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ خادم ہونے پر احساس ہوا کہ یہ پہلا روحانی واقعہ تھا۔ مکان شریف ایک خوبصورت علاقہ ہے۔ جہاں آم کے باغات کی کثرت ہے۔ جانوروں میں مور اکثر رقص میں مصروف ہونے کی وجہ سے آنے والوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتے ہیں۔ گاؤں میں عرس پر میلے ٹھیلے کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ غالباً 1941ء کے عرس شریف کے موقع پر اپنے بڑے بھائیوں کیساتھ مکان شریف گیا۔ رات کے وقت گیس لیمپ کی روشنی میں ایک بڑے درخت کے نیچے ایک مزین کرسی پر سجادہ نشین صاحب تشریف فرما تھے۔ ان کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ ایک خادم کرسی کی پشت پر مور جھل رہا تھا۔ محمد امین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی عرس پر حاضری دیتے تھے۔

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے مزار پر

پرائمری کی تعلیم دہلی میں حاصل کی۔ وہاں بڑے اولیائے کرام کے مزارات ہیں۔ والدین کیساتھ ہم بھی جاتے۔ والد صاحب اکثر مجھے اور بڑے بھائی عبدالمجید کو سائیکل پر بٹھا کر بمعہ ایک عدد کھچڑی کی دیگچی، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مرشد مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جمعرات کو جاتے اور لنگر تقسیم کرتے۔ ہمارے پڑوس میں ایک چھوٹے بچے کو سوکھا کی بیماری تھی بچہ مشہور گول کیپر اختر پاک مغل کراچی کا بھتیجا تھا۔ اسکو مرقد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ لے گئے وہاں ایک خادم نے بچے کو گود میں لیکر مزار شریف کے گرد چکر لگائے اور اللہ کے فضل سے بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔

کرموں والا شریف فیروز پور (انڈیا)

مرحوم والد محمد حسین خان صاحب کبھی کبھی کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں تشریف لے جاتے۔ پاکستان بننے سے قبل ہندو اور سکھ افسران مسلمان ماتحتوں سے غیر منصفانہ سلوک کرتے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ ایک سکھ افسر نے انہیں بہت تنگ کیا۔ یہ عرض لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف (فیروز پور انڈیا) حاضر ہوئے تو قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "یکے را بریدن یکے کاشتن"

جب والد صاحب ڈیوٹی پر واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ انکا سکھ افسر ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ اللہ والوں کی دعا سے تائید غیبی تھی۔ سکھ افسر کی کمینگی

سے نجات ملی۔

تحریک پاکستان 1947ء مسلمانوں کی ہندوؤں اور سکھوں سے کھٹ پٹ

1947ء کے اوائل کا زمانہ تھا۔پاکستان بننے کی تحریک زوروں پر تھی۔ہندواور سکھ سخت مخالفت کر رہے تھے۔ہندوؤں نے گڑھ منکشتر اور بہار میں مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی۔اخباروں کے مطابق قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آئے اور پونچھ لئے۔اس قتل وخون کا بدلہ حسین شہید سہروردی نے نواکھلی بنگال میں ہندوؤں کو تہہ وتیغ کر کے لیا۔گاندھی نے جب یہ سنا تو ہائے رام،ہائے رام کرنا شروع کیا۔نواکھلی کا دورہ بھی کیا۔دہلی میں سیاسی کشیدگی بھی بہت تھی لیکن ابھی خون خرابا شروع نہیں ہوا تھا۔

میں پانچویں جماعت کا طالب علم تھا۔قرول باغ میں گورنمنٹ کے مکان میں رہتے تھے۔سکول سے واپسی پر ایک گلی کی نکڑ پر کچھ ہندو لڑکے اور ایک سکھ جو آٹھویں جماعت میں تھا۔میرا اور میرے ساتھ چچازاد بھائی محمد سلیم کا مذاق اڑانا شروع کردیا اور قائداعظم کو برا بھلا کہا۔جواباً میں نے بلدیو سنگھ ڈیفنس منسٹر کو برا کہا۔بات لڑائی تک آگئی۔سکھ نے چیلنج کر دیا۔وہ عمر اور قد میں مجھ سے بڑا تھا۔پنجہ آزمائی شروع ہوئی۔پنجابی ہونے کے ناطے سے کُشتی کے کچھ داؤپیچ آتے تھے۔میں نے الٹا ہاتھ چھڑا کے سکھ کی دائیں ٹانگ اپنی طرف گھسیٹی اور سر سے اس کے سینہ پر زوردار ٹکر لگائی۔سکھ دھڑام سے گرا اور میں اس کے سینہ پر بیٹھ گیا۔سب حیران رہ گئے اور میں بھی حیران ہوا۔ہندو لڑکوں نے کہا کہ دوبارہ کُشتی ہو۔ میں نے پھر وہی داؤ لگائے اور سکھ کو

چت کر دیا۔

کشتی کے بعد میں یوں اکڑ کر چلا جیسے یہ ثابت کر رہا ہوں کہ ستر سالہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ چالیس سالہ بلدیو سنگھ سے طاقت ور ہیں۔ ان دنوں ہندوؤں کے ساتھ مار پیٹ روزانہ کا معمول تھا لیکن چاقو کا استعمال شروع نہیں ہوا تھا۔

ہمارے مڈل سکول کا ایک ہندو جاٹ لڑکا بڑے گٹھے جسم کا تھا۔ ماتا دین اس کا نام تھا۔ کرکٹ میں اونچے اور زور دار شاٹ لگاتا تھا۔ سکول میں سب سے زیادہ طاقت ور سمجھا جاتا تھا۔ بھائی عبدالمجید بھی آٹھویں جماعت میں تھے اور عنفوان شباب میں قدم رکھا تھا۔ قد بھی بڑا تھا اور جسم بھی۔ لیکن ابھی ان کو اپنی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔

بھائی عبدالمجید بتاتے ہیں کہ آٹھویں جماعت کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کبڈی کا میچ پڑ گیا۔ ہندوؤں کی طرف سے ماتا دین مسلمانوں کے حلقے میں آیا۔ جب کوئی مسلمان لڑکا ماتا دین کے سامنے نہ آیا تو بھائی عبدالمجید ہمت کر کے اُس کے مدمقابل آ گئے۔ اُسکا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور دونوں ٹانگوں سے قینچی لگا کر اُسے نیچے گرا لیا۔ ماتا دین لائن پار کرنے کیلئے آگے بڑھتا تھا اور بھائی دونوں ہاتھوں سے پیچھے گھسیٹ لیتے تھے۔ یہ کشمکش کچھ دیر تک جاری رہی اور پھر ماتا دین کا دم اکھڑ گیا۔ تماشائیوں میں موجود مسلمان لڑکوں نے جب یہ دیکھا کہ ہندوؤں کے سب سے طاقتور لڑکے کو ایک مسلمان نے پچھاڑ دیا ہے تو نعرۂ تکبیر اور پاکستان زندہ باد کے نعرے بلند کیے۔

پاکستان بننے سے دو تین ماہ قبل والد صاحب کا تبادلہ اجمیر شریف ہو گیا۔ ان دنوں حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف شروع تھا۔ اکثر حاضری دی لیکن ہمیں بزرگوں کی عظمت اور روحانی خوبیوں کا کوئی شعور نہ تھا۔ پاکستان کے قیام کا اعلان ہونے کے بعد والد صاحب کا تبادلہ کھیوڑہ اور پھر کراچی ہو گیا۔

بڑے بھائی عبدالرشید خان کی بیعت

ہم 1949ء میں لاہور سے کراچی منتقل ہوئے۔ جناب والد اور والدہ صاحبہ 1955ء میں حج کیلئے تشریف لے گئے۔ بھائی عبدالرشید لاہور کی ایک خوبرو حسینہ پر فریفتہ تھے۔ والدین کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھائی صاحب محبوبہ سے شادی کرنے کا مصمم ارادہ کر کے عازم لاہور ہوئے۔ راستے میں ساہیوال رکے۔ وہاں ہمارے چچا ڈاکٹر عبداللہ مسلم تھے۔ ان کو بھی اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔ چچا نے کہا کہ چلو پہلے حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ سے ملیں۔ وہاں پر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نوجوان کیسے آئے ہو اور کیا ارادہ ہے؟ بھائی کو اس وقت بزرگوں کی قوت اور کرامت کا احساس نہیں تھا۔ صاف کہا کہ مجھے عشق ہو گیا ہے اور میں اس لڑکی سے شادی کرنے لاہور جا رہا ہوں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیلیا! وہاں شادی نہیں کرنی۔ تم جیسے عاشقوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ بھائی نے کہا، میں ان میں سے نہیں ہوں، وہاں ہی کرنی ہے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا: ''نہیں کرنی''۔ بھائی صاحب پر عشق کا بھوت سوار تھا۔ کہا، میں نے وہاں ہی شادی کرنی ہے۔ یہ مقالمہ تین مرتبہ دہرایا گیا۔ بھائی اپنی ضد پر قائم رہے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا، اُدھر جا کر بیٹھ

جاؤ، پاس بیٹھے درویش حیران تھے کہ نوجوان کیسے بے باکی سے جواب دے رہا ہے۔ کچھ وقت گذرنے کے بعد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تم نے اسی لڑکی سے شادی کرنی ہے ناں؟ بھائی صاحب نے کہا کہ میں نے نہیں کرنی۔ یہ مقالہ بھی تین دفعہ دہرایا گیا اور بھائی صاحب اپنے ارادے سے دستبردار ہو گئے۔ بھائی صاحب نے ہمیں بتایا کہ جب مجھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ جا کر بیٹھ جاؤ تو میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے ایک نظارہ دیکھا کہ وہ محترمہ جس پر بھائی صاحب دل و جان سے فدا تھے، اسکا کسی اور کے ساتھ چکر چل رہا ہے۔ یہ جلوہ دیکھ کر یک لخت ساری محبت نفرت میں بدل گئی۔ اس واقعہ کے بعد بھائی صاحب میں یہ زبردست تبدیلی آئی کہ اس سے قبل نماز بھی کبھی کبھار پڑھتے لیکن اب نماز پڑھنے کے پابند ہو گئے۔ کونے میں بیٹھ کر ورد کرتے اور روتے رہتے۔ ہم سب حیران تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی کیسے آ گئی۔ اس واقعے کا سارے گھر پر اثر ہوا اور آہستہ آہستہ سب حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں آ گئے۔

راقم الحروف کی بیعت

بھائی عبدالرشید کثرت کے ساتھ کراچی سے حضرت کرماں والا تشریف لیجاتے اور واپسی پر گھر میں گھنٹوں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور کرامات کے بارے میں رطب اللسان ہوتے اور ماحول کو گرما دیتے۔ فطرتاً میرا بھی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق بڑھا۔ چنانچہ میں این ای ڈی انجینئرنگ کالج کراچی کے فرسٹ ائیر کے امتحان دینے کے بعد چھٹیوں میں ساہیوال اپنے چچا

کے گھر پہنچا۔ چچا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقدین میں سے تھے اور صاحبِ کشف بھی تھے۔ وہاں اتفاق سے بڑے بھائی عبدالمجید خان بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ بھی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینا چاہتے تھے۔ چچا نے بتایا کہ تمہارا چھوٹا بھائی عبدالوحید کل آرہا ہے، اکٹھے چلیں گے۔ بڑے بھائی نے کہا، اسکا تو کوئی خط نہیں آیا۔ آپ کو کیسے علم ہوا؟ چچا ہنس کر خاموش ہو گئے۔ یہ میرا ساہیوال کا پہلا سفر تھا۔ ہم چچا کے ساتھ ریل گاڑی کے ذریعے حضرت کرماں والا اسٹیشن پہنچے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمرۂ خاص میں اور لوگ بھی موجود تھے۔ ہم سب دوزانو بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ ہم دونوں بھائیوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: بابو صاحب! (اشارہ بڑے بھائی کی طرف) اور مولوی صاحب (میری طرف اشارہ کیا) آ گئے؟ اس سے پیشتر چچا صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ انہی الفاظ سے تم کو مخاطب کریں گے۔ یقیناً یہ بڑی حیرت کی بات تھی۔ میں تین دن وہاں رہا اور بیعت سے مشرف ہوا۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تہجد کی نماز پڑھنی ہے اور پانچ سو بار درود شریف پڑھنا ہے۔ جس سے کم ظرف محروم رہا۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف

بیعت کے بعد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی لگن کی ''لَو'' زندگی بھر بھڑکتی رہی۔ کبھی کم اور کبھی زیادہ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آٹھ سو میل دور کراچی میں

رہتے ہوئے حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل تصرف تھا اور ہماری زندگی کامیابی کی طرف گامزن ہوئی۔ پڑھائی بھی ٹھیک رہی اور دماغی سکون بھی۔ کالج کے زمانے میں ہمیں ایک دوشیزہ سے اُنسیت ہوگئی۔ جسکا ذکر دبے لفظوں میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی منظوری کیلیئے کیا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہنے ہی نہیں دیا اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ صاحبہ کسی اور کی طرف ملتفت ہے۔ بعد میں تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خفگی درست تھی۔ ہوا یوں کہ محترمہ ہمارے کالج کے فنکشن میں آئیں اور مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بالکل میرے سامنے اگلی قطار میں تھیں۔ لیکن نہ میں نے دیکھا اور نہ مجھے معلوم ہوا۔ اس طرح میں ایک غلط سمت قدم اٹھانے کے قابل نہ رہا۔ ایسا ہی ایک واقعہ میرے قریبی رشتہ دار کے ساتھ ہوا۔ یہ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے کی بات ہے، انھوں نے ایک محترمہ سے اگلے دن ملنے کا وعدہ لیا۔ اگلے روز وہاں پہنچے تو وہ محترمہ پہلے سے موجود تھیں۔ وہ صاحب اس کے پاس سے کئی بار گذرے مگر وہ نظر ہی نہیں آئیں اور یہ فتنے سے محفوظ رہے۔ یہ سب مرشد کامل کی نظر عنایت کا فیض ہوتا ہے جو ہم جیسے کمزور آدمیوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی کراچی آمد

غالبًا جنوری/فروری 1959ء کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اپنے معتقدین کیساتھ خواجہ منظور احمد (مرحوم) کے یہاں رونق افروز

ہوئے۔خواجہ صاحب کا گھر کراچی میں قائد اعظم کے مزار کے سامنے ہے۔خواجہ صاحب حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے کرموں والا (ضلع فیروز پور، انڈیا) سے ہی خادم ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور متقی بزرگ تھے۔ایسے لوگ اب خال خال ہی نظر آتے ہیں۔حضرت قبلہ کا کراچی میں قیام کوئی آٹھ دس دن رہا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کراچی فقط خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر قیام کرتے۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور بابا جی سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی یہیں قیام کرتے۔آپ کی کراچی آمد سے مریدین نے ایک خوشگوار روحانی تبدیلی محسوس کی ۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ ''بابا سُر خا'' (مولانا محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ جو اِس وقت مسجد نور (چٹی مسجد کرماں والی) مغلپورہ لاہور میں مدفون ہیں) بہت خوش الحان تھے۔ان سے نعت شریف سن کر میں بہت حیران ہوا اور دل میں سوچا کتنی اچھی آواز ہے۔اتنے میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: باؤ جی! دل میں محبت اور عقیدت ہو تو آواز میں بھی تاثیر آجاتی ہے۔میں آپ کے کشف کا مزید قائل ہو گیا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانہ سے تعلق

اس وقت میں نے انجینئرنگ کے آخری سال کا امتحان دیا تھا۔ پرچے درمیانے درجے کے ہوئے تھے۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: باؤ جی! پاس ہو جاؤ گے۔دل کو تسکین ہوئی۔میرا ایک کلاس فیلو وارث نظامی بھی میرے ساتھ تھا۔اُسکا ایک پرچہ خراب ہو گیا۔حالانکہ وہ فرسٹ ایئر کلاس کی امید رکھتا تھا۔اتنے میں ایک خادم نے کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص سے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ، دہلی

کے خاندان کی خوشبو آ رہی ہے۔تو میرا دوست وارث نظامی کھڑا ہوگیا اور کہا کہ امتحان میں پاس ہو جاؤں گا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، بس! ۔۔۔(جس کا مطلب تھا کہ صرف پاس ہونا ہے یا اونچے نمبر چاہییں؟) میرے دوست نے کہا:''بس!''۔۔۔اور وہ بھی پاس ہوگیا۔اس واقعہ کا میرے دوست پر کافی اثر ہوا۔مجھے بتایا کہ اسی رات خواب میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اسے پکڑ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے کہ اس نے قتل کیا ہے۔اس پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس نے کوئی قتل نہیں کیا۔بلکہ اپنے نفس کو قتل کیا ہے۔صبح کو اس نے اپنی والدہ سے ذکر کیا تو وہ ڈر گئی کہ بیٹا کہیں فقیر یا ملنگ نہ ہو جائے اور اسے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جانے سے روک دیا۔

بڑے بھائی عبدالمجید کی بیعت

بھائی عبدالمجید صاحب پڑھنے لکھنے میں ہوشیار رتھے۔میتھ (حساب) میں ڈبل ایم۔اے کیا۔لاء بھی کیا اور فرنچ زبان میں ڈپلومہ لیا۔سی۔ایس۔پی کے امتحان میں بھی متعدد بار بیٹھے۔ پرچے اچھے ہوتے۔لیکن سی۔ایس۔پی نہ بنے۔ مذہبی رجحانات متعدل قسم کے تھے۔جہاں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے۔ کمرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر دل میں درود شریف کا ورد کرنے لگے اور ارادہ کیا کہ اگر حضرت صاحب بتادیں کہ میں دل میں کیا پڑھ رہا ہوں تو بزرگی کا قائل ہو جاؤں گا۔اتنے میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے بھائی کو پاس بلایا اور کہا کہ باؤ جی! آپ درود شریف کیسے پڑھتے ہیں؟ یہ سن کر بھائی صاحب نے رونا شروع کر دیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے تسلی دی اور فرمایا: امتحان میں بھی کامیاب، دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب۔ بھائی صاحب بیعت شریف سے فیضیاب ہوئے۔ سروس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہتے ہوئے ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدے پر ریٹائرڈ ہوئے اور اب کتابیں پڑھنے کے رسیا ہیں اور ایک بہت عالیشان لائبریری گھر میں ہی بنا رکھی ہے۔ انکی بیگم بھی بہت عبادت گزار اور متقی ہے۔ ایک عرصہ تک فاطمہ جناح کالج، لاہور اور میڈیکل کالج، لاہور میں بطور پرنسپل رہ کر حال ہی میں ریٹائرڈ ہوئی ہیں۔

سروس کا آغاز

میں انجینئرنگ کے فائنل ایئر کے امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ جس میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف اور دعائیں شاملِ حال تھیں۔ دو سال کے ڈی۔اے اور انجینئرنگ کنسلٹنٹ میں کام کرنے کے بعد پاکستان پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ جوائن کیا۔

بطور اسسٹنٹ انجینئر 1960ء تا 1974ء

بطور اسسٹنٹ انجینئر، ابوسنیا لائنز کراچی تعیناتی ہوئی۔ ورک سائٹ پر ایک بزرگ "پیر جی" کے نام سے جانے جاتے تھے۔ وہ ساری عمر رات کو نہیں سوئے تھے۔ ان کی عمر اس وقت 92 سال کی تھی۔ لیکن بالکل تندرست تھے۔ بقول پیر جی، انکی ملاقات حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی رہتی ہے۔ میرا ایکسئن مجھ سے خفا رہتا تھا۔ ایک رات خواب دیکھا۔ ایک شیطان صورت آدمی ہوا میں اُڑ رہا ہے اور مجھے نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ اتنے میں ایک بزرگ اُڑ کر اس کے مدمقابل آجاتے ہیں اور میری

حفاظت کرتے ہیں میں نے اس کا تذکرہ ”پیر جی“ سے کیا۔فرمانے لگے،جس بزرگ نے آپ کا دفاع کیا، میں انہیں جانتا ہوں۔ان کا نام آقا میاں ہے اور کے۔پی۔آئی گراؤنڈ کے پاس رہائش ہے جو میرے دفتر سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔لیکن وہ صرف دومنٹ کے اندر ہی آقا میاں کو لے آئے ، ہو بہو وہی شکل تھی جن کو خواب میں دیکھا تھا، چنانچہ میری ان سے کافی دوستی ہوگئی۔اکثر ہم کے۔پی۔آئی گراؤنڈ سے ملحقہ ریسٹورنٹ میں چائے پینے بیٹھتے تھے۔ایک دفعہ مالی حالت کمزور ہونے پر میں نے ”گیارہویں شریف“ پر کم رقم خرچ کی۔آقا میاں جن سے اس بارے میں کبھی تذکرہ نہ ہوا تھا۔کہنے لگے،سوموار اور جمعرات کو ماکلی نزد ٹھٹھہ (سندھ) میں اولیاء کرام کا اجتماع ہوتا ہے اور شکایت ہوئی ہے کہ عبدالوحید نے گیارہویں شریف پر خرچ کرنا کم کردیا ہے۔اس کے بعد اللہ کے فضل سے حسب توفیق یہ سعادت جاری ہے۔آقا میاں بھی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مداحوں میں سے تھے۔کچھ عرصہ بعد اُن کا انتقال ہوگیا۔

ایک چپڑاسی کا قصہ

پاک۔پی۔ڈبلیو۔ڈی میں میری پہلی پوسٹنگ ابوسینا لائنز کراچی میں ہوئی، اس وقت عبدالوہاب شیروانی صاحب ایکسئن تھے۔اُنکی نیکی اور ایمانداری پر کوئی انگشت نمائی نہیں کرسکتا تھا۔اُن کا چپڑاسی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔وہ گھر سے دوپہر کا کھانا ایک پوٹلی میں لاتا۔شیروانی صاحب اکثر اسکا کھانا ازراہِ مذاق ہضم کر جاتے۔جب چپڑاسی آتا تو کھانا نہیں ہوتا تھا جس پر وہ بڑ بڑاتا اور شیروانی صاحب

بہت محظوظ ہوتے۔کچھ عرصے بعد چپڑاسی انتقال کر گیا تو میں نے خواب دیکھا کہ چپڑاسی پر عذاب ہو رہا ہے۔میں حیران ہوا اور ''پیر جی'' سے ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ آخری ایام میں مذکورہ چپڑاسی کے حالات تنگ ہو گئے تھے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے گلہ گزاری اور ناشکری کی جس کی وجہ سے وہ اس ابتلاء میں مبتلا ہوا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آزمائشوں اور ناشکری سے بچائے۔(آمین)

حضرت کرماں والا شریف کے پھیرے

حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی لگن دل میں تھی اور ایک عرصہ تک کراچی سے ہفتہ کی شام کو تیز گام سے اتوار کی صبح ساہیوال پہنچتا۔چچا عبداللہ مسلم کے ہاں ناشتہ کر کے 10 بجے صبح کی ٹرین سے حضرت کرماں والا پہنچتا۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نیاز حاصل ہوتے اور کھانے کے بعد شام کو ساہیوال سے تیز گام سے پیر کی صبح کراچی پہنچ کر صبح آٹھ بجے نوکری پر حاضر ہوتا۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بڑی مہربانی فرماتے۔ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے دیکھا کہ آپ کے ماتھے مبارک سے ایک نور کی ''لَو'' پھوٹ رہی ہے۔میں حیران ہو کر اس نظارے سے بہرہ مند ہوتا رہا۔ایک دفعہ یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک دباتا رہا۔ایک بار پنکھا جھلنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

حضرت باباجی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جلال اور جمال

حضرت باباجی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کراچی متعدد بار تشریف لائے اور خواجہ منظور احمد کے ہاں ہی قیام کیا۔30 جون سال 1962ء یا 1963ء ہوگا کہ

بھائی رشید صاحب نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ کراچی میونسپل کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر نے ان کو نوکری سے فارغ کر دیا ہے اور وہ کسی کی بات یا سفارش نہیں مانتا۔ برطرفی کے آرڈر ٹائپ ہو گئے ہیں اور کل صبح یکم جولائی کو آرڈر پر دستخط ہونے ہیں۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ سوچنے کے بعد فرمایا: اگر وہ کسی کی بات نہیں مانتا تو ہم (یعنی عبدالرشید صاحب) نے تو نوکری کرنی ہے۔ اگلے دن اخبار کے پہلے صفحے پر خبر تھی کہ کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر کی جاب ختم کر دی گئی ہے۔ اولیاء کرام اس طرح اپنے مریدوں کی اعانت اور دستگیری فرماتے ہیں۔

بھائی عبدالرشید صاحب فطرتاً بہت مخلص اور مہمان نواز تھے۔ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بارِ دیگر کراچی تشریف لائے تو کراچی میں خوب ضیافتوں کا دور چلا۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے معتقدین پر خصوصی نظر کرم رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے واپس چلے جانے کے بعد میں نے بھائی سے کہا، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے بغیر دل اداس ہو گیا ہے۔ بھائی کہنے لگے کہ ہر رات کو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بزرگ اپنے مخلص مریدوں سے جدا نہیں ہوتے۔

ڈاکٹر محمد اظہر چیف جیالوجسٹ حکومت سعودیہ

بھائی عبدالرشید صاحب نے ڈاکٹر اظہر صاحب کی دعوت کا اپنے گھر میں اہتمام کیا۔ یہ صاحب حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی مریدوں میں سے تھے۔ جب انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو ان کے والد حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ دعا فرمائیں میرا لڑکا پٹواری بن جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا: یہ بڑا افسر بنے گا، اسے اور پڑھنے دو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکے سے پوچھا کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہے؟ اُس وقت یہ جواب نہ دے سکے۔ مذکورہ بالا دعوت میں انہوں نے ذکر کیا کہ میں ایک مرتبہ جہاز میں سوار قطب شمالی کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ اچانک دیکھا کہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ساتھ والی سیٹ پر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ فرمانے لگے، یہ وہ جگہ ہے جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے۔

بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خوش طبعی

بھائی عبدالرشید صاحب بہت وجیہہ نوجوان تھے۔ حضرت بابا عثمان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تابعداری میں ہونے کے باوجود بہت بے تکلف تھے۔ ایک دفعہ ٹیوب ویل کے حوض میں وہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہا رہے تھے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے زور آزمائی شروع ہوگئی۔ آپ نے بھائی عبدالرشید کو دو تین ڈبکیاں دیں تو بھائی صاحب نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی طاقت کا استعمال کیا ہے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، نہیں میری جسمانی طاقت ہی کافی ہے۔

سیٹھ محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سیٹھ محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے خادموں میں سے تھے۔ لاہور میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام سیٹھ صاحب کے ہاں ہوتا۔ جس طرح کراچی میں خواجہ منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ آخری عمر میں سیٹھ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی کافی کمزور ہوگئی۔

وہ اکثر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں صبح سے ظہر تک درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتے۔ میری ان سے دربار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر متعدد بار ملاقات ہوئی۔ فرمانے لگے کہ حضرت قبلہ کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف کرایا اور اب داتا صاحب مجھے چھوڑتے ہی نہیں۔ معتبر ذرائع سے میں نے سنا کہ حضرت کیلیاں والے رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر حضرت قبلہ کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سیٹھ شفیع بھی تھے۔ دورانِ عرس کہا گیا کہ جو کوئی حضرت کیلیاں والا شریف کے قصبہ کی گلی سے گزرے گا وہ جنتی ہوگا، اس پر سیٹھ صاحب نے کہا کہ اپنے پیرومرشد کو چھوڑ کر کسی اور کے طفیل ہمیں جنت منظور نہیں۔ حضرت صاحب کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آ گیا، آپ نے ارشاد فرمایا، سیٹھا! ”جنے تینوں وی ویکھیا او وی جنتی اے (جس نے سیٹھ شفیع کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے)۔

صحبت صالح ترا صالح کند

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں

اپریل 1964ء میں میرا تبادلہ کراچی سے لاہور ہوگیا۔ راستے میں حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دینے کے بعد بڑی بہن کے ہاں منٹگمری روڈ لاہور قیام کیا۔ اب بزرگوں سے عقیدت بڑھنے لگی تھی۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے آٹھ دروازے ہیں، جو بھی کسی ایک دروازہ سے منسلک ہوگیا، وہ اسی دروازے سے جنت میں داخل ہوگا۔ میں ہر جمعرات کو نہا دھو کر اور صاف کپڑے پہن کر عصر کے وقت دربار شریف حاضر ہوتا

اور مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹتا۔ایک دن میرے ذہن میں خیال آیا کہ تم کو نہ کچھ پتا چلتا ہے اور نہ کچھ نظر آتا ہے بس تمہارا آنا جانا ہی ہے۔کوئی روحانی فیض کا معاملہ نظر ہی نہیں آتا۔اس کا ذکر ایک دن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھے فقیر ''لالوسائیں'' سے کیا، جو اس وقت لاہور میں مشہور تھا۔اس نے کہا کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کھڑکی کے پاس ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا۔میں نے اگلی جمعرات کو ایسا ہی کیا۔لیکن کچھ معلوم نہ ہوا لیکن دفعتاً ایک نظارہ دیکھا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنگ مرمر کے ایستادہ تخت پر تشریف رکھتے ہیں اور ہاتھ کے اشارہ کر کے فرما رہے ہیں کہ نکل جاؤ ''ظاہر ہے'' اپنی کرتوتیں ہی کچھ ایسی تھیں ۔ میں نے سوچا کہ یہاں سے نکل کر کون سی عافیت کی جگہ ہو گی، لہذا وہاں ہی کھڑا رہا۔اتنے میں ''لالوسائیں'' بھی آ گیا۔اور میری سفارش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے اور میری قسمت کھل اٹھی اور زندگی میں خوشگوار تبدیلی اور بہار آ گئی لیکن تعجب یہ کہ جب اس واقعہ کا لالوسائیں سے ذکر کیا تو اسکو اسکا کچھ علم نہ تھا پھر اس نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا۔

شادی کا مرحلہ

شادی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ایک رشتہ آیا جس کا میں نے لالوسائیں سے ذکر کیا تو اس نے تھوڑی دیر تک دربار شریف کی طرف دیکھا اور کہا شادی یہیں ہو گی۔حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مہر ثبت کر دی ہے۔میں حیران و پریشان کہ میں نے محترمہ کو دیکھا بھی نہ تھا۔نہ ہی ان کے خاندان سے کچھ آگاہی تھی۔اس عرصہ میں محترمہ کو کالج سے نکلتے دیکھا تو طبیعت کو اطمینان ہوا۔مزید یہ سمجھ کر کہ حضرت داتا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کیا ہے تو درست ہوگا۔لیکن گھر والے ابھی فیصلہ نہ کر پائے تھے۔انہیں دنوں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف آ گیا۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور انکا قیام سیٹھ محمد شفیع کے ہاں موہنی روڈ پر تھا۔بڑے بھائی عبدالرشید بھی کراچی سے آئے ہوئے تھے۔ بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھائی عبدالرشید بہت بے تکلف اور محبت بھرے تعلقات رکھتے تھے۔مجھے کہنے لگے کہ جہاں تم کہتے ہو وہاں میں شادی نہیں ہونے دونگا۔ فائنل تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانا تھا۔ہم دونوں سیٹھ صاحب کے دولت خانہ پر گئے تو سیٹھ صاحب نے ہماری طرف توجہ نہ دی جس پر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے انکی سرزنش کی۔بھائی صاحب نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ وحید ایک محترمہ جو لڑکوں کے گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتی ہے، اُس سے شادی کرنا چاہتا ہے اور میں اسکا سخت مخالف ہوں، مزید یہ کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فقیر ’’لالو سائیں‘‘ نے کہا ہے کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی رضا مند ہیں۔اس پر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبدالرشید صاحب اس میں کیا حرج ہے؟ لیکن بھائی صاحب اپنی ضد پر رہے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے کہا کہ یہیں ہے اور بھائی نے ہتھیار ڈال دیئے۔

محترمہ والدہ صاحبہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں

محترمہ والدہ صاحبہ 1965ء میں کراچی سے لاہور آئیں ۔ میں انہیں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری کیلئے لے گیا۔والدہ بھاری جسم رکھتی تھیں اور کمزور بھی تھیں۔والدہ صاحبہ عورتوں کے دروازے سے داخل ہوئیں۔مردوں

کا علیحدہ داخل ہونے کا راستہ تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد میں یہ سوچ کر پریشان ہوا کہ اب والدہ صاحبہ کو کیسے بلاؤں کیونکہ عورتوں کے داخلے والی جگہ اور مزار کا فاصلہ کافی زیادہ ہے، جب میں عورتوں کے دروازے کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ والدہ صاحبہ بھی باہر آرہی ہیں۔ مجھے اطمینان ہوا کہ یہ مشکل آسان ہوئی تو والدہ صاحبہ نے بتایا کہ تم نے مجھے دو دفعہ آواز دی جسے سن کر میں باہر آئی ہوں۔ مجھے بہت حیرت اور خوشی بھی ہوئی اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دل سے مشکور ہوا کیونکہ میں نے کسی آواز سے والدہ صاحبہ کو نہیں بلایا تھا۔ یہ کرم نہیں تو اور کیا ہے۔

والدہ صاحبہ کا انتقال

اگست 1965ء میں والدہ صاحبہ کا کراچی میں وصال ہوگیا۔ بڑے بھائی عبدالمجید اور میں لاہور سے کراچی پہنچے۔ جب والدہ صاحبہ کا جنازہ گورنمنٹ سوسائٹی کے قبرستان کے قریب پہنچا تو قدرت الٰہی کی طرف سے ہلکی ہلکی پھوار پڑھنے لگی۔ جنازے کیساتھ کچھ معمر بزرگ نے کہا کہ مرحومہ جنت کی مالکہ ہیں۔ میں بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ مگر اس موقع پر بالکل نہ رویا۔ اگلے دن صبح کے وقت والدہ محترمہ کی قبر پر گیا۔ فاتحہ پڑھتے ہوئے میری حالت غیر ہوگئی۔ ایسا لگتا تھا کہ میرا انتقال ہوجائیگا کہ دفعتاً کسی نامعلوم بزرگ کا ہاتھ میرے بائیں کندھے پر پڑا۔ میں نے اسے اپنا وہم سمجھا۔ اس کے بعد دوبارہ کچھ زور سے میرے کندھے پر ہاتھ پڑا تو میں نے محسوس کیا کہ میری غائبانہ دستگیری فرمائی گئی ہے۔

احقر کی شادی میں حضرت باباجی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

دسمبر 1965ء میں میری شادی لاہور میں ہوئی۔ شادی کے پنڈال میں معززین شہر موجود تھے، جن میں ہائی کورٹ کے ججز بھی شامل تھے کہ اتنے میں حضرت باباجی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ سیٹھ محمد شفیع تشریف فرما ہوئے تو سب معززین دفعتاً بطور تعظیم کھڑے ہو گئے۔ باباجی رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ تشریف فرما ہوئے، دعاؤں سے نوازا اور کچھ تحفہ بھی عنایت فرمایا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تمنا ہوتی ہے۔ لاہور پوسٹنگ کے دوران حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کا مصمم ارادہ کیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ جناب محمد امین شرقپوری نے اپنی کتاب اولیائے نقشبند میں یہ تحریر کیا تھا کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات میں اپنے معتقدین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرا دیتے تھے۔ جناب مئولف نے مزید لکھا تھا کہ اب بھی اگر کوئی زائر یہ خواہش لیکر مرقد شریف پر حاضر ہو تو یہ خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اسی ذہن سے عاجز حاضر ہوا تو ایک ہفتہ کے اندر خواب میں دیکھا کہ میرا بھانجا خورشید احمد کہنے لگا، مؤدب ہو جائیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں خواب میں ہی فوراً تعظیماً مئودبانہ کھڑا ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی، میں نے شکر ادا

کیا، یہ سب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی تھی۔

بڑے بھائی عبدالمجید کے ہاں بیٹے کی پیدائش

مجھ سے بڑے بھائی عبدالمجید کی شادی کو تقریباً تین سال ہوئے تھے۔لیکن اولاد سے محروم ہونے کی وجہ سے پریشان تھے،حضرت بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر حضرت بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے چچا عبداللہ مسلم کو کہا کہ آپ عبدالمجید صاحب کے ہاں اولاد ہونیکی دعا کریں۔ایک رات حضرت بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے۔انکے ساتھ رائے نیاز صاحب چیچہ وطنی والے تھے۔مجھے فرمانے لگے کہ میاں صاحب شرقپور شریف رحمۃ اللہ علیہ جا کر دعا مانگو۔اللہ فضل کریگا۔میں نے ایسا ہی کیا۔بزرگوں کے وسیلہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک سال کے اندر اولادِ نرینہ سے مستفیض ہوئے ، بھتیجے کا نام عاصم ہے۔عاصم کی پیدائش کے وقت میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر تھا۔یہ بھی حسن اتفاق ہے۔ اس سے تقریباً تیس سال قبل عبدالمجید کی پیدائش کے وقت والدہ محترمہ کافی تکلیف محسوس کررہی تھی۔عبدالمجید صاحب کے چچا الطاف حسین دعا کیلئے اپنے گاؤں دھرم کوٹ سے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔یہ عرس شریف کے دن تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے والدہ صاحبہ کی مشکل آسان ہوئی۔کہتے ہیں دعا فقیراں رحم اللہ تعالیٰ۔۔ ماشاءاللہ عاصم مجید ایڈیشنل کمشنر کسٹم ہیں ۔ نیک پنج وقتہ نمازی اور بزرگوں کی تعظیم کرنے والا ہے۔حجاز شریف میں پوسٹنگ رہی، بہت عمرے اور حج کیے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

طالب علمی کے زمانے میں عاصم مجید خاں اپنے والدین کیساتھ عمرے پر گئے۔ ان کی والدہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانتی تھی۔ انہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور عاصم مجید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ بھی کیا۔ حالانکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو تقریباً بیس برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں فرشتوں کی آمد

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے خادمان خاص نعت خواں حاجی محمد شفیق، حاجی رمضان اور محمد بوٹا تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے باغ کی بلبلوں سے تشبیہ دیتے تھے۔ ایک موقع پر حاجی محمد شفیق صبح تہجد کے وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کروا رہے تھے کہ پروں کے پھڑ پھڑنے کی آواز آئی تو شفیق صاحب حیران ہوئے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے۔ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے دوران بیسیوں مرتبہ احقر اپنے خاندانی مسائل کیلئے حاضر خدمت ہوتا رہا ہے اور خدا کے فضل سے ہمیشہ مطمئن ہوا اور نتائج بھی بحسن خوبی ہوئے۔ اب تو حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزری رفاقت کی وہ گھڑیاں یاد کر کے دل میں ایک نامعلوم سی حسرت، محرومی اور خلش محسوس ہوتی ہے اور مشکل اوقات میں خاص طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شدت سے کمی محسوس ہوتی ہے۔ آپ جیسا صاحب کشف، فیض رساں اور کرم گستر پھر نہ ملا۔

مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

مَیں 1966ء میں کراچی میں مقیم تھا۔ خبر ملی کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جمعرات 27 رمضان شریف کو عصر کے وقت رحلت فرما گئے ہیں۔ بھائی عبدالرشید اور خواجہ منظور احمد صاحبان نے لاہور کیلئے پی۔آئی۔اے سے اپنی ریزرویشن کرائی۔ اگلے دن جمعۃ الوداع اور پھر عید تھی۔ پی۔آئی۔اے پر بہت رش تھا۔ انکا ویٹنگ لسٹ پر نمبر 41 اور 42 تھا۔ میں نے بھی بکنگ کرائی میرا نمبر 43 رہا۔ بھاگ دوڑ کر کے بھائی صاحبان کی سیٹیں کنفرم ہوگئی۔ میرا نمبر ویٹنگ لسٹ پر 43 ہی رہا۔ لیکن میں ان کے ساتھ ایئرپورٹ روانہ ہوا۔ ویٹنگ ہال میں لوگوں کا بہت رش تھا۔ مجھے 43 نمبر ہونے کی وجہ سے اُمید بھی کم تھی۔ پی۔آئی۔اے کے کاؤنٹر پر میرا اسکول کا کلاس فیلو محمد غوث تھا۔ میں نے اسے بتلایا کہ میرے پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ہے اور میرا پہنچنا ضروری ہے۔ اس نے کہا فکر نہ کر، اتنے میں ایک معزز صاحب، چھ فٹ سے نکلتا قد، شیروانی زیب تن، جناح کیپ پہنے ہال میں چہل قدمی فرما رہے تھے۔ بڑی جاذبِ نظر شخصیت لگ رہی تھی۔ اتنے میں دو تین بار مائک پر اناؤنس ہوا۔ فلاں صاحب آ جائیں۔ فلائٹ لاہور چلنے کیلئے تیار ہے۔ جب کوئی رسپانس نہ ہوا۔ تو غوث محمد نے میری ٹکٹ کو او۔ کے کر دیا اور کہا، اندر جہاز کی طرف بھاگ جاؤ۔ میں نے پلٹ کر دیکھا کہ شیروانی میں ملبوس صاحب جن کی سیٹ کنفرم تھی، انہی کے بارے میں اناؤنسمنٹ ہو رہا تھا لیکن انہوں نے توجہ نہ دی۔ ان کی سیٹ کینسل کر دی گئی۔ اس طرح میں دیگر صاحبان کے ساتھ لاہور پہنچا۔ وہاں خواجہ منظور صاحب کے بڑے بھائی خواجہ ممتاز احمد بمعہ کار

موجود تھے اور ہم دن کے بارہ بجے حضرت کرماں والا شریف پہنچے۔ حضرت بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کراچی سے آنے والے معتقدین کی فکر تھی ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیلیوں کو فرمایا کہ جس کا ارادہ آنے کا ہوگا، وہ پہنچ جائیگا۔ تو یہ بزرگوں کی کرم نوازی تھی کہ وقت پر پہنچ گئے۔ حضرت کرماں والا شریف میں لوگوں کا اژدھام تھا۔ میرے سسر خان نصیر الدین خان اور انکے بڑے بھائی خان ضیاء الدین جو ایس۔ پی پولیس تھے، اپنی کار میں پہنچے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ تیار تھا۔ حضرت بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم تینوں بھائیوں کو یعنی بھائی عبدالرشید، عبدالمجید اور مجھے جنازے کے تین پائے اٹھانے پر مقرر کیا۔ جمعۃ الوداع کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کی گئی۔ عجب کمال ہے 27 رمضان المبارک کو جمعرات کے دن عصر کے وقت اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی اور جمعۃ الوداع کے بعد سپرد خاک ہوئے۔

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی پیر کا عندیہ

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً چار یا چھ ماہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: آپ کے روحانی پیشواء پیر سیّد عثمان علی شاہ ہیں۔ خواجہ منظور احمد، سیٹھ شفیع، بھائی عبدالرشید اور دیگر کثیر تعداد نے بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و رہنما تسلیم کر لیا تاہم بڑے صاحبزادے بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و توقیر بھی جاری رہی۔

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا جسد خاکی محفوظ

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ لحد شریف میں لیٹے

ہوئے ہیں اور آپ کا جسد خاکی بالکل صحیح سلامت ہے۔ بڑے بھائی عبدالرشید صاحب نے جب بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنا خواب بتایا۔

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فرینکفرٹ جرمنی میں آمد

میری سب سے چھوٹی بہن پروین ایوب شادی کے بعد فرینکفرٹ جرمنی منتقل ہوگئی۔ کہتی ہیں ہم کار میں جا رہے تھے، ہمارے ساتھ ایک پڑوسی سکھ جوڑا بھی ہم سفر تھا۔ اتنے میں کرتے اور تہبند میں ملبوس کچھ بزرگ دورویا سڑک کے مخالف سمت میں نظر آئے۔ سکھ کی بیوی نے کہا کہ دیکھو سَنت لوگ ہیں۔ بہن نے دیکھا تو فوراً کہا، ارے یہ تو بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیلی ہیں۔ میرے بہنوئی محمد ایوب کار چلا رہے تھے۔ وہ جلدی سے آگے جا کر یوٹرن لیکر دوسری طرف آئے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ جب اِس بات کا ذکر بھی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیا گیا تو آپ صرف مسکرائے اور خاموش رہے۔

ہندوستان میں اولیائے کرام کے مزارات پر

میری چھوٹی بہن پروین ایوب بزرگوں کی بہت مداح ہے۔ بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہٗ العالی جب کراچی تشریف لاتے ہیں تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور بابا جی بھی انکو "اماں جی" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ ہمشیرہ کئی بار عمرے اور حج سے فیض یاب ہوئیں ہیں۔ متعدد بار ہندوستان میں مزاراتِ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صابر کلیر شریف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دی۔ بیگم ثریا محمد علی جن کا انتقال

ہو چکا تھا، ان کے خاوند ایوب صاحب کو نظر آئیں ۔فوراً اپنی بیگم یعنی پروین ایوب کو بتانے لگے کہ تمہاری بڑی بہن آپا ثریا موجود ہیں ۔جب اس جگہ پہنچے تو بڑی بہن موجود نہ تھیں ۔پروین ایوب درود شریف بکثرت پڑھتی ہیں اور رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے کئی بار خواب میں فیض یاب ہوئی ہیں۔اجمیر شریف اور کلیر شریف سے منسلک جو بزرگان کراچی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ہمشیرہ صاحبہ انکی آؤ بھگت اور ضیافت کا خصوصی اہتمام کرتی ہیں۔

جناب بھائی عباس صاحب

بزنس روڈ کراچی میں ایک نہایت خوش اخلاق، متین طبیعت کے بزرگ ہیں۔عرف عام میں سب اُن کو "بھائی صاحب" کہتے ہیں۔ان کی خدمت میں چھوٹی بہن پروین ایوب حاضر ہوکر انکی دعاؤں سے فیض یاب ہوتی ہیں ۔تعلقات کو نبھانا بس "بھائی صاحب" پر ختم ہے۔جب ہندوستان اور پاکستان علیحدہ ہوئے تو اُس وقت ایک بے آسرا خاتون اور اسکی بیٹی کو اپنے سایہ عاطفت میں رکھا۔بیٹی کی شادی کی اور بھائی بن کر بیوہ کے سب فرائض ادا کیے۔احقر بھی انکی خدمت میں کئی بار حاضر ہوا ہے۔ آپ بہت نفیس انسان ہیں اور آپ کا دسترخوان بھی بہت وسیع ہے۔

بھائی عبدالمجید کی کار کو حادثہ

یہ غالباً 1966ء کا ذکر ہے۔بھائی عبدالمجید صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اپنی بیگم ہمراہ بڑے ہم زلف اور انکی بیگم کیساتھ لاہور سے مری جا رہے تھے۔کار ڈرائیور چلا رہا تھا۔مری کے پاس کار سلپ ہوکر سڑک سے اتر کر کھڈ کی طرف جانے لگی۔کہنے لگے،

خیال آیا کہ یہ عمر دنیا سے جانے کی نہیں۔ اس وقت 27 سال کی عمر ہو گی۔ دفعتاً حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دھیان گیا۔ کار کھڈ کے قریب ایک چھوٹی سی جھاڑی سے ٹکرا کر رک گئی اور اللہ کی مہربانی سے سب محفوظ و مامون رہے۔

بابر حمید کا سمندر میں گرنا

ایک ایسا ہی واقعہ سب سے بڑے بھائی عبدالحمید خاں کے بڑے بیٹے بابر حمید کیساتھ ہوا۔ یہ پچھلی صدی کی ساتویں دہائی کی بات ہے کہ بابر حمید اپنی بہن مینا حمید کیساتھ کراچی کیاڑی سے منوڑہ سکول پڑھنے جاتے تھے۔ منوڑہ کی جیٹی پر کھڑے کشتی کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ ایک بڑی جل (لہر) آئی اور بابر سمندر میں گر کر غوطے کھانے لگا۔ بابر کہتا ہے کہ میرا دھیان فوراً حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گیا۔ اتنے میں نیوی کے غوطہ خور نے سمندر میں کود کر بابر کو بحفاظت سمندر کے ساحل پر پہنچا دیا۔

ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی کا قبرستان

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف آوری کے دوران ہاؤسنگ سوسائٹی کے قبرستان تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھائی عبدالرشید اور کچھ دیگر ساتھی تھے۔ قبرستان میں میرے والد، والدہ، دادی، چچا اور خواجہ منظور احمد مدفون ہیں۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے مغفرت فرمائی۔ بھائی عبدالرشید صاحب نے خواجہ صاحب کے بارے میں سوال کیا کہ انکا کیسا حال ہے؟ تو بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عبدالوحید سے پوچھ لو کہ خواجہ صاحب کتنے خوش ہیں۔

عاجز باباجی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کا اور زیادہ قائل ہوگیا۔

حضرت باباجی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سفر حج

1970ء میں باباجی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے معتقدین کے ہمراہ حج کے لیے گئے، عقیدتمندان میں سیٹھ شفیع، بھائی رشید، راجپوت صاحب، نعت خوان شفیق اور کچھ دیگر بھی شامل تھے، جن کا مجھے نام یادنہیں رہا۔ بھائی رشید کہتے ہیں حجاز شریف کے قیام میں جب بھی حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دباتا۔ رات کو خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک سے مستفیض ہوتا ہوں۔ لیکن بھائی صاحب نے جب اپنے ساتھیوں سے تذکرہ کیا تو اس سعادت سے محروم ہوگیا۔ جس کا گلہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس مشرف زیارت کا واقعہ اپنے بیلیوں سے کیوں کیا۔ بھائی رشید کہتے ہیں مدینہ شریف کے قیام کے دوران حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ چپکے سے اکیلے باہر نکل جاتے۔ معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش پر تشریف لیجاتے ہیں اور انوار و فیوض لوٹنے کے بعد واپس آتے۔

مدینہ شریف کے قیام میں میاں جمیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضری دی۔ خوب دعائیں کی اور ایک عجیب فیض رسانی کا سلسلہ جاری رہا۔

حضرت باباجی سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سفرحج

حضرت بابا سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں، بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔حضرت قبلہ کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مشائخین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر جانشینی کی دستار فضیلت رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعد دبار حرمین شریفین کی زیارت کی۔ایک دفعہ حج سے واپسی پرطبیعت شریف پر بہت جلالی کیفیت طاری تھی۔کراچی میں خواجہ منظوراحمد اور بھائی رشید کی ٹھکائی کی۔یہ حضرت روتے رہے۔لیکن پاس ادب حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔حضرت باباجی سیّد عثمان علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جلالی کیفیت پندرہ بیس دن رہے گی پھرنارمل ہوجائیگی۔ایسا ہی ہوا،حقیقت یہ ہے کہ اکثر بیلوں کا میلان طبع باباجی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھالیکن احترام بابامحمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی کرتے تھے۔احقر کی کرماں والا شریف میں ملاقات ہوئی۔حضرت باباجی سیّد محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خوب صورت تسبیح جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی کتنی مہربانیاں اور کرم نوازیاں ہوئیں ہیں کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح کے علاوہ کوئی اور تفصیل سے ذکر نہیں فرمایا اور ہمیں تو غائب کا علم جاننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازیاں

1970ء میں یو۔این۔او کا چار ماہ کا سکالرشپ جاپان کے شہر گویا کا ملا۔ ٹوکیو اور اوساکا کے بعد ناگویا جاپان کا تیسرا بڑا شہر ہے۔قرآن شریف بھی ساتھ لے گیا،جس کی روزانہ تلاوت جاری رہی۔میری خواہش تھی کہ جاپان سے موٹر کار خریدوں۔سکاٹ لینڈ سے پیسے آنے تھے۔چونکہ جاپان برٹش کامن ویلتھ کا ممبر نہیں ہے،اسلئے پاؤنڈ بھیجنے میں دقت ہورہی تھی۔ایک پاکستانی چوہدری فتح محمد جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے اور وہ زراعت میں ریسرچ ورک کررہے تھے،ان سے دو لاکھ ین قرض لیے اور انہی کی توسط سے کار بھی خریدی۔باہر سے پیسے آنے کی تاخیر سے سخت شرمندگی ہورہی تھی کہ چوہدری صاحب کا ادھار کیسے چکاؤں۔

میں نے ایک رات اٹھ کر ایک سپارہ تلاوت کیا اور فاتحہ پڑھی کہ اس کا ثواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے کے بعد حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ دستگیر کو پہنچے۔ٹریننگ سنٹر میں چائے کے وقفہ دوران ایک کیک منگا کر رکھا۔جب اس شام ہوسٹل پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دوسو پاؤنڈ وصول ہوئے۔یہی ترکیب اگلی رات کی اور پھر کیک رکھا کہ اسکا ثواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو کر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچے۔ہوسٹل پہنچنے پر فرنٹ ڈیسک پر جاپانی بوائے نے چالیس ہزار کا منی آرڈر آنے کی خبر دی۔یہ خواجہ منظور احمد کراچی کے ایک رشتہ دار نے بھیجا تھا جو ٹوکیو میں مقیم تھے۔میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور چوہدری صاحب کی رقم لوٹا دی۔یہ سب بزرگوں کی نظر کرم ہے ورنہ من آنم کے من دانم۔اللہ تعالیٰ نے نیک بندے اس لیے عطا فرمائے ہیں کہ جن کا کام ہم

عاجزوں کے بگڑے کام سنوارنا ہے، باقی عزت وذلت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
رہا ہم دنیاداروں کا معاملہ۔ ہمیں تو آم کھانے سے مطلب ہے، پیڑ گننے سے نہیں۔

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اسلام آباد گھر آمد

جاپان سے واپس آ کر اسلام آباد پوسٹنگ تھی اور یہ میری انتہائی خوش قسمتی کہ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دو مرتبہ غریب خانہ پر رونق فروز ہوئے۔ امام بری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ دوسری مرتبہ نعت خواں محمد شفیق اور ایک دوسرے صاحب محمد عاشق تھے۔ ہم انکو "ٹولا" کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ اس لئے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میری کار میں سوات تشریف لے گئے اور انکے خادم محمد عاشق نے فرضی کریکٹر "ٹولا" کے بارے میں نہ ختم ہونے والے خودساختہ واقعات سے محظوظ کیا۔ غالباً بڑے بھائی رشید صاحب نے بتایا تھا کہ ایک نامی گرامی بدمعاش نے پاکپتن شریف ایک قریبی گاؤں کی دوشیزہ کی عصمت دری کی اور دندناتا پھرتا تھا۔ کوئی لڑکی کی والدہ کی فریاد نہ سنتا۔ "ٹولا" صاحب کو جب معلوم ہوا تو اس نے بدمعاش کو للکارا، اسکی گردن کاٹ کر سڑک پر رکھ دی، اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے واسطے سے اور اپنی مہربانی سے اس کار خیر انجام دینے کے عوض "ٹولا" کو سزا سے محفوظ رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

کیا ہم نے ہلاک نہیں کر دیا جوان سے پہلے تھے۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے بھیج دینگے بعد میں آنے والے کو، گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کرتے

ہیں۔(سپارہ 29 سورۃ المرسلت آیت 16-17-18)

قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر

1972ء میں میرا تبادلہ اسلام آباد سے کراچی ہو گیا۔کار میں حضرت کرماں والا شریف رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا پاکپتن شریف کے پاس 36 چک گیا جہاں بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے ۔ایک برگزیدہ خادم بابا نور عالم رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعارف کرایا۔رمضان کا مہینہ تھا۔رات بسر کی اور صبح کو بزرگوں کی دعائیں سمیٹنے کے بعد روانہ ہوا۔ چچا عبداللہ مسلم کو ساہیوال میں ملنے کے بعد ملتان صرف ایک گھنٹے میں پہنچا۔ وہاں ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے کئی گھنٹے رکے رہے۔خیال آیا کہ یہ تو مدینۃ الاولیاء ہے۔فوراً سب بزرگان کے لئے فاتحہ پڑھی اور اللہ کی قدرت سے راستہ کھل گیا۔رات سکھر میں گزاری، صبح کراچی روانہ ہوئے۔راستہ میں قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ گوٹھ رکے جس کے بارے میں میاں امین شرقپوری لکھتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ یہاں سندھ سے پنجاب آیا، صاحب گدی نشین سے ملاقات ہوئی۔وہ بھی میاں صاحب شرقپور شریف کی تعریف کر رہے تھے۔راستہ میں ہالا آیا جو حضرت لطیف بھٹائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد کیوجہ سے مشہور ہے۔سوچا یہاں بھی حاضری دیں۔

میں یہی خیال کرتا تھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بس ایک شاعر ہیں اور سندھ کے لوگ پتہ نہیں کیوں ان کی بزرگی کی تعریف کرتے ہیں، سفر کے دوران میرا بھانجا خورشید احمد میرے ساتھ تھا۔جوں ہی ہم مزار کے احاطے میں داخل ہونے لگے، ایک نوجوان دیہاتی سندھی ہنستے ہوئے یہ کہہ کر گزر گیا کہ بزرگوں کو آزمایا نہیں کرتے۔ہم جیسے کم

ظرفوں کے شکوک وشبہات دور کرنے کے لئے اولیاء کرام کے اپنی ہی طریقے ہوتے ہیں۔

باباجی سیّدعثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احقر کی ترقی کیلئے دعا

بھائی رشید صاحب اور میں نے سجاول کے پاس ضلع ٹھٹھ میں مشترکہ زمین خریدی ۔حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے گئے ۔میں گاڑی چلارہا تھا۔یہ 1973ء کا واقعہ ہے، میں اسسٹنٹ انجینئر کے طور پر کام کررہا تھااور چودہ سال سے ترقی نہیں ملی تھی۔بھائی رشید صاحب نے کہا کہ وحید کو اتنا عرصہ سے ترقی نہیں ملی، اب کیا ملے گی۔

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اسے ایکسئن کیا، بھائی رشید نے تعجب کیا تو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اسے ایس۔ای کیا اور فرمایا اگر تم نے (یعنی رشید بھائی) نے کچھ کہا 'تو ہم اور بھی ترقی دیں گے'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے بندہ بطور چیف انجینئر 1997ء میں 36 سال نوکری کرکے باعزت طور پر ریٹائر ہوا۔یہ سب بزرگوں کی دعا ہے اوراس میں اللہ تعالی کا بڑا فضل شامل ہے۔

بطورایکسین 1974ء تا 1985ء

1974ء میں میری پروموشن ایکسین سرگودھا ہوئی۔یہاں پر سرگودھا، فیصل آباد اور چنیوٹ تحصیل میں سکولوں اور گرین گوڈوان (اناج کے ذخیرہ کرنے کا گودام) کی تعمیر کے کام شامل تھے۔باباجی سیّدعثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دو تین مرتبہ تشریف

لائے۔آپ کی قدم آوری سے بڑے بڑے کام سرانجام ہوئے اور میں مخالفین کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہا۔

ربوہ کا واقعہ

ربوہ کے پہاڑی علاقے کے پیچھے موضع امیر شاہ میں تعمیر کا کام شروع تھا۔فیصل آباد کا ایک کنٹریکٹر جس کو ''مائی جھگی'' میں ہائی سکول تعمیر کرنا تھا۔وہاں اساتذہ کی عدم توجہی کی وجہ سے کام شروع کرنے میں رکاوٹ تھی۔میں نے کہا کہ بھئی ہم تو بزرگوں کے ماننے والے ہیں،تم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز دو۔ان شاءاللہ کام شروع ہو جائیگا۔پھر میں نے رات کو دیکھے گئے ایک خواب کے بارے میں بتایا کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت میں قادیانیوں کا پیشواء نصیرالدین ربوہ کی پہاڑی کی ایک پگڈنڈی پر ملا۔اس کے ساتھ ایک خادم بھی تھا جو لوٹا پکڑے ہوئے تھا۔مجھے کہنے لگا کہ یہاں کام ہماری مرضی سے ہوگا۔میں نے کہا کہ میں اپنے کام میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔میں نے مزید کہا کہ تم بھی اکیلے ہو اور میں بھی۔اب بتاؤ کیا تم اپنے آپ کو پیغمبر کہتے ہو؟ کہنے لگا کہ ہاں، ایسا ہی ہے۔میں نے کہا، اچھا تو کیا تمہارے پاس حضرت جبرائیل آتے ہیں؟ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا۔اتنے میں ایک چپڑاسی ایک رقعہ لے کر حاضر ہوا، اس پر لکھا تھا کہ برائے ملازمت ایک آدمی کی سفارش تھی۔نیچے نصیرالدین ربوہ لکھا تھا (مجھے قادیانیوں کے اُس وقت کے پیشواء کے نام میں کچھ شک ہے تاہم غالب گمان اِسی نام پر ہے) میں نے رقعہ لانے والے کو بلانے کیلئے کہا، غالباً وہ دروازے کے پاس اوپر بیان کی گئی گفتگو سن رہا تھا چنانچہ جب چپڑاسی بلانے گیا تو وہ

پہلے ہی نو دو گیارہ ہو گیا۔

اسی ضمن میں مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ مجھے بڑے بھائی عبدالرشید صاحب نے بتایا کہ انہوں نے حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ کہیں قادیانی صحیح راستے پر تو نہیں اور ہم مارے جائیں؟ چنانچہ بعد میں بھائی نے خواب دیکھا جس میں مرزا قادیان کو سخت عذاب ہو رہا تھا۔ایک بڑی حقیقت یہ ہے کہ مشہور حدیث جس کا یہ متن ہے کہ ''میرے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سچائی اور صداقت کے سب معترف ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد کئی ایک نے نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کیا۔مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور سب کو تہہ تیغ کیا۔کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اس حقیقت کو جاننے کے بعد بھی اگر قادیانی اپنی ضد،انا اور ہٹ دھرمی پر رہنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ آخرت میں ہمیشہ کیلئے آگ کا اوڑھنا اور بچھونا ان کا مقدر ہو تو ان کی حالت پر بس افسوس ہی ہے۔الٹی سیدھی دلیلوں سے حقیقت نہیں بدلتی۔

روزِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرائیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

حضرت سیال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

سرگودھا سے جھنگ سڑک کے تقریباً 25 میل کے فاصلے پر چشتیہ سلسلہ کے روحانی بزرگ حضرت سیال رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد شریف ہے۔آپ کا روحانی سلسلہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے مابین ہے۔تقریباً ایک

عشرہ (دس سال) قبل جناب قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اس روحانی لڑی سے تھے۔سیال شریف کے قرب وجوار میں سکولوں کی تعمیر کا کام ہورہا تھا۔میں بھی مزار شریف پر فاتحہ اور دعا کیلئے حاضر ہوا لیکن کوئی بات قابل ذکر نہ ہوئی۔

بابا جی سیّدعثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا کہ دوبارہ جاؤ،اب معاملہ ٹھیک رہے گا۔چنانچہ بندہ پھر حاضر ہوا تو اس دفعہ مہربانی ہوگئی۔مغرب کے بعد کا وقت تھا،طعام سے ضیافت کی گئی۔چائے کی طلب ہوئی تو وہ بھی بغیر کہے ملی۔اس کے بعد حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے نوادرات کی زیارات بھی کرائی گئی۔یہ فرق ہوتا ہے۔عام زائرین کے جانے اور بزرگوں کے بھیجے ہوئے خادم کے درمیان۔

1977ء تا 1981ء کوئٹہ پوسٹنگ

بابا جی سیّدعثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عندیہ دیا تھا کہ آپ کوئٹہ تشریف لائیں گے۔لیکن آپکی زندگی نے وفا نہ کی۔میں کوئٹہ سے لاہور اپنی کار میں آتے ہوئے حضرت کرماں والا شریف رحمۃ اللہ علیہ رُکا،اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا۔اب حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اور بابا جی سیّدعثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مزارات پر حاضری کے دوران کرم سے نوازتے تھے۔

کوئٹہ پوسٹنگ کے دوران عیدین اور دیگر تقریبات پر سڑک کے راستے لاہور آتے ہوئے مزار اقدس حاضر ہوتے اور لنگر سے ضیافت بھی ہوتی۔

شرقپور شریف پر حاضری

کوئٹہ سے لاہور آنے پر گاہے بگاہے شرقپور شریف بھی حاضری دی۔آج

بھی دو اہم واقعات یاد ہیں۔

پہلا واقعہ یہ ہے کہ بیگم کے ہمراہ مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ بیگم کے والدین کا ایک گھر فیصل آباد تھا۔ اسکے فروخت ہونے میں کافی دشواری پیش آرہی تھی۔ زوجہ صاحبہ نے کہا کہ دعا کریں کہ گھر فروخت ہو جائے۔ واپس لاہور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ فیصل آباد سے ایک پارٹی آئی اور مکان کا سودا ہوگیا۔ یہ ہے بزرگوں کا ہتھیلی پر سرسوں جمانا۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ اس بار حاضری پر بیگم اور انکے بڑے بھائی خالد نصیر (مرحوم) اور انکی بیگم ہمراہ تھیں۔ مزار اقدس پر حاضری دیتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حضرت قبلہ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرقد میں نہیں ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ ہمارا آنا بے مقصد ہوا۔ یہ 1978ء کی بات ہے۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دربار ہے اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سفید سنگ مرمر کے چبوترے پر تشریف فرما ہیں اور اولیاء کرام کا انبوہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ کچھ دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف۔ ایک شوروغوغا برپا ہے اور سامنے ذوالفقار بھٹو پھانسی پر لٹکے ہوئے ہیں۔ بھائی خالد صاحب سے واقعہ کا تذکرہ کیا تو کہنے لگے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ذوالفقار بھٹو کو پھانسی ہوگی۔ یہ عرض کردوں کہ اس وقت تک ذوالفقار بھٹو کیس کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کوئٹہ واپس آنے کے تقریباً ایک ہفتے بعد بھٹو صاحب کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ یہ تو قسمت کے کھیل ہیں جسکی پیشگی اطلاع اللہ والوں نے دی۔

محمد صدیق قادری صاحب سٹورٹ روڈ کوئٹہ

میرے ماموں زاد بھائی شوکت اسلام جن کو حضرت کرماں والا شریف کے محترم گدی نشین حضرت میر طیب علی شاہ بخاری صاحب سے خلعت مجازی خلیفہ عطا ہوئی۔ انہوں نے میرا تعارف کوئٹہ کے ایک نیک بزرگ محمد صدیق قادری سے کروایا۔ یہ تعلقات 1981ء سے شروع ہوئے اور پچھلے تین دہائیوں پر محیط ہے۔

ابتدئی زندگی: جناب قادری صاحب فرماتے ہیں وہ لوگ گورداس پور (انڈیا) کے قریبی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ چھٹی جماعت گوجرہ میں داخل ہوئے اس لحاظ سے آپ میرے ہم عمر ٹھہرے۔ دوسال بعد کوئٹہ چلے گئے۔ گاہے بگاہے لاہور آتے اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دیتے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سفارش

جناب محمد صدیق قادری صاحب فرماتے ہیں کہ خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ نے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری (قادری صاحب) کی سفارش کی۔ لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ دوسرے موقع پر خواب میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قادری صاحب کو ساتھ لیکر دربار شریف کے بازار کی طرف رخ کیا جہاں لوگوں کا اژدھام تھا۔ مطلب یہ تھا کہ تم (قادری صاحب جو چاہتے ہو اتنے سارے لوگ اس کے طالب ہیں۔ ایک اور موقع پر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مطلوب چیز خود ہی تفویض فرمائی اور قادری صاحب کا داتا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی سلسلے کی ابتدا ہوگئی۔احقر کو اس چیز کا علم نہیں کہ وہ کن مدراج پر ہیں، جن پر قادری صاحب کو متمکن فرمایا۔قادری صاحب عرس کے موقع پر یا کسی تقریب کے سلسلے میں لاہور آتے ہیں۔دربار شریف پر حاضر ہوکر اپنے معتقدین کے مسائل کو نپٹانے کیلیئے عرض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً سبھی مسائل خوش اسلوبی سے حل ہوجاتے ہیں۔

جناب قادری صاحب سے رابطہ

جناب قادری صاحب کی نرم خو طبیعت کی وجہ سے ہر دوسرے یا تیسرے دن کوئٹہ فون پر بات چیت ہوتی ہے ان کو بزرگ بھی سمجھتے ہیں اور دوستانہ تعلقات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔میرے اہل خانہ کو بھی اپنی دعاؤں میں خصوصی طور پر شامل رکھتے ہیں۔بقول قادری صاحب حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر کوئٹہ انکی غریب آستانہ پر تشریف لاکر کرم نوازی سے فیض یاب کرتے ہیں۔قادری صاحب کی انتھک کوششوں اور دعاؤں سے عاجز کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا کرم گستر بنادیا ہے۔ چونکہ میری ان سے بات چیت رہتی ہے ان کی لامتناہی باتوں اور کرامتوں کا امین ہوں جو انہوں نے احقر کو بتائی اور یہ سلسلہ جاری ہے۔چند ایک پرانے واقعات جو بقول قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیش آئے، درج کرتا ہوں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے احقر کیلیئے سفارش

قادری صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے تمہارے (وحید) کے بارے

میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے سفارش کی تو فرمایا تمہارا وحید سے کیا ناطہ ہے؟ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور وہ بزرگوں کی تعظیم کرتا ہے تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ماشاء اللہ مجھ پر پہلے سے زیادہ نظر کرم فرمائی۔

خواج محمد ابدال رحمۃ اللہ علیہ

قادری صاحب کا کہنا ہے کہ کوئٹہ میں ایک خواج محمد رحمۃ اللہ علیہ نامی بڑے کامل بزرگ تھے۔ان کا تعلق حیدر آباد دکن سے تھا۔انہوں نے قادری صاحب کی روحانی ترقی کے سلسلے میں بہت کاوش اور رہنمائی کی۔کچھ وضائف پڑھنے کی تلقین کی۔قادری صاحب انکی خوردونوش کا انتظام کرتے۔اس روحانی ٹریننگ کے درمیان بلیلی کوئٹہ کے پاس ایک چھوٹی سی ندی ہے جہاں قادری صاحب گزرے تو ایک مگرمچھ ان کی طرف لپکا۔لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا۔قادری صاحب کہتے ہیں ندی میں 6 سے 8 انچ پانی ہوتا ہے مگرمچھ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔مزید فرمایا کہ میرے دل کو مضبوط کرنے کیلیئے ابدال صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مگرمچھ کا روپ دھار لیا۔

فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشن بندہ پروری کیا ہے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری

ایک دفعہ ابدال صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ

رسول پاک ﷺ نور تھے یا نہیں؟ اس قادری صاحب نے کہا کہ میری نظر میں آپ ﷺ سراپا نور ہیں۔ لیکن اگر آپ ﷺ کی اپنی زبان مبارک سے یہی فرمادیں تو پوری تسلی اور یقین ہوجائیگا۔ اس پر ابدال صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چلو آج رات ہی اس کا فیصلہ ہوجائیگا۔ تم میرے ساتھ رات کے بارہ بجے چلنا۔ قادری صاحب نے بڑی بے چینی اور شدت کے ساتھ معین وقت کا انتظار کیا۔ ابدال صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری صاحب کو لیکر بلیلی ندی کے پار پہلے ایک باغیچہ تھا۔ اب یہاں میڈیکل کالج بن گیا ہے۔ باغیچہ کے دروازہ پر ایک دربان استادہ تھا۔ خواج محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر اندر جانے دیا اور ساتھ قادری صاحب بھی داخل ہوئے۔ دیکھا کہ حضور ﷺ پلیٹ فارم پر کرسی پر رونق افروز ہیں۔ آپ کے سامنے کوئی چالیس کے قریب کرسیوں پر غالباً مقامی علماء کرام تشریف رکھتے ہیں۔ ایک خالی کرسی پر ابدال صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے اور قادری صاحب کو کھڑے رہنے کا اشارہ کیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے پیدا کیا اور صحابہ کرام اجمعین کو میرے نور سے۔ یہ الفاظ میں نے یادداشت سے لکھے ہیں جو آج سے تقریباً بیس برس قبل قادری صاحب نے بیان فرمائے۔ کرسیوں پر بیٹھے بزرگان پر غور سے نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ ان میں چھ یا سات بزرگ تھے جن کو میں نے کوئٹہ میں دیکھا تھا۔

اس واقعہ کے بعد کوئٹہ کے سورج گنج بازار میں ان میں کچھ کو آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف لپکا۔ لیکن ہمیشہ راستہ میں کوئی رکاوٹ آگئی اور وہ نظروں سے غائب تھے۔ اس ضمن میں قرآن حکیم کی سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 15 کا حوالہ عرض

ہے۔ بیشک تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی (نور) اور کتاب ظاہر کرنے والی

اس آیت میں متعدد مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ نور سے مراد رسول کریم ﷺ ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔ شاید نور سے مراد خود نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ مولانا فتح محمد جالندھری اس سے رسول کریم ﷺ تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر عبدالمجید اولک بھی اسی تفسیر پر متفق ہیں۔ ابن کیثر نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔

جو خاکی و نوری کی الجھن سے نہ نکلا
اس نے انھیں کیا سمجھا اس نے انھیں کیا جانا

(تنویر قادری)

جناب قادری صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواج محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابدال نے کہا حشر کے دن نیک لوگوں کی قبروں کے پاس ایک گاڑی ہوگی جس میں وہ سوار ہو کے سیدھے جنت میں جائیں گے۔ لیکن ہم جنت میں نہیں جائیں گے۔ قادری صاحب نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جنت میں کیوں نہیں جائیں گے تو خواج صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم ادھر جائیں گے جدھر لوگوں کا حساب کتاب ہو رہا ہوگا اور ہم اپنے متعلقین کو پاس کرائیں گے۔

جناب قادری صاحب کی اپنے معتقدین کیلئے سفارش

قادری صاحب فرماتے ہیں کہ ایک رات خواب میں رسول کریم ﷺ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ حضور ﷺ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ اُم المومنین حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے قادری صاحب کو گھر کی کھیر دی، کہتے ہیں کہ بہت مزیدار تھی۔ کافی عرصہ تک اسکا ذائقہ محسوس کرتا رہا۔ اتنے میں حضور کریم ﷺ ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا کیسے آئے ہو؟ قادری صاحب نے عرض کی، کچھ میرے معتقدین ہے۔ حقیقت میں آپ ﷺ کے امتی ہیں۔ ان پر نظر کرم فرمایئے تو آپ ﷺ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو اشارہ فرمایا۔ تو میں ان کیساتھ ایک دفتر میں داخل ہوا۔ جہاں بڑے بڑے رجسٹر رکھے تھے۔ جن میں جنت میں داخل ہونے والوں کے نام تھے۔ میرے عرض کرنے پر حضرت علی رضی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے جاننے والوں کے نام رجسٹر میں لکھے۔ آنکھ کھلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ کئی قریبی دوستوں کے نام رہ گئے ہیں۔ مجھے بڑی فکر ہوئی۔ کافی عرصہ بعد خواب میں دوبارہ موقع میسر آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پھر عرض کی، آپ نے نہایت عنایت کے ساتھ ناموں کا اندراج فرمایا۔

زوجہ قادری صاحب کی خواج محمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری

قادری صاحب کی محترمہ زوجہ بہت سادہ خلوص اور بہت خوبیوں کی مالکہ تھی ۔تقریباً ایک سال ہوا انتقال فرما گئیں ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے انہی غریق رحمت فرمائے آمین!

قادری صاحب فرماتے ہیں کہ آج سے تقریباً دس برس قبل انکی محترمہ زوجہ باہر گئیں اور دیر سے گھر آئی تو میں نے وجہ پوچھی ۔کہنے لگیں کہ وہ خواج محمد رحمۃ اللہ علیہ ابدال کی قبر پر فاتحہ اور دعا کیلیئے گئی تھی کہ خواج صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبر سے باہر تشریف لے آئے۔ تو میں ان سے کہا، میرا بڑا بیٹا جو نیو یارک میں ہے اسکو دل کی تکلیف ہے اور میں

پریشان ہوں، اسکے لیے دعا فرمائیں۔خواج صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، چلو چلتے ہیں۔اور مجھے ساتھ لیکر پہلے ہیتھرو ائیر پورٹ لندن آئے۔کہنے لگے کہ یہ دنیا کا سب سے بڑا ہوئی اڈا ہے۔اسکے بعد نیویارک پہنچے، بیٹا فلیٹ میں سو رہا تھا۔خواج ابدال صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انگلی سے بیٹے کی طرف اشارہ کیا اور ماشاءاللہ بیٹا ٹھیک ہوگیا۔یہاں عاجز یہ عرض کر دے کہ یہ سب کرامات اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ورنہ انسان تو ایک پتلہ خاکی ہے۔اس ضمن میں قرآن شریف کی سورۃ مریم کی ایک آیت ہے، جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائل علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آتے اس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی " کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آسکتے"۔(دیکھیئے سورہ مریم آیت نمبر 45 سپارہ 16)

قرضہ ادا نہ کرنے کی سزا

جناب قادری صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے ایک جاننے والے صاحب نے ایک دوسرے شخص سے قریباً 1500 روپے لئے کہ تمہارا خاص کام کرادونگا، قضاء الٰہی سے روپے لینے والا انتقال کرگیا اور کام بھی نہ کراسکا۔جناب قادری صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا سانپ قادری صاحب سے پیسے لینے والے کی قبر کا پتہ پوچھ رہا ہے۔قادری صاحب نے پوچھا کیوں پوچھ رہے ہو تو بڑے سانپ نے کہا کہ اس شخص نے فلاں آدمی سے پیسے لئے اور کام نہ ہوئے کی صورت میں پیسے واپس بھی نہیں کیئے۔صبح اُٹھے تو قادری صاحب بہت پریشان تھے۔پیسے لانے والے کے گھر

گئے خواب کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ آپ کے گھر والے نے فلاں شخص کے پیسے دینے ہیں تاکہ قرض اتر جائے۔ گھر والوں نے کہا کہ مرحوم تو گھر میں کچھ چھوڑ کر نہیں گئے، ہم خود مفلسی میں ہیں۔ جناب قادری صاحب گھر واپس آئے اور گھر والوں سے کہا، میں نے فلاں کے پیسے دینے ہیں، پھر قرض خواہ کو پیسے لوٹا دیئے تاکہ مرحوم کی عذاب سے گلو خلاصی ہو۔

حضور مقبول ﷺ کی زیارت

قادری صاحب کا بڑا پوتا ماشاءاللہ بڑا ہونہار اور خوش اطوار ہے۔ آجکل کینیڈا میں اپنے باپ کیساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹا رہا ہے اور ساتھ ساتھ تعلیم بھی حاصل کر رہا ہے۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں، قادری صاحب فرماتے ہیں، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ انکے پاس اکثر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضرت قادری صاحب فرماتے ہیں کہ آج سے تقریباً بیس برس قبل حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے غریب خانہ میں رونق افروز تھے، فرمانے لگے کہ تمہارا بڑا پوتا کہاں ہے؟ حضور پر نور ﷺ نے اسکو پیار کیا ہے۔ اس وقت پوتے کی عمر چھ یا سات سال ہوگی، میں فوراً باہر نکلا۔ پوتے کو تلاش کرنے کے بعد احوال معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ کچھ بزرگ جو لمبے کرتے اور تہبند میں ملبوس تھے، پیار کر کے پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔ یہ تو اعزاز ہے جس کے مقدر میں لکھا ہو!

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے 2011ء کے عرس کے موقع پر برخوردار پوتا کینیڈا سے آیا تھا۔ بڑا متین اور کم گو ہے۔ چہرے سے نیکی کی خوشبو آ رہی تھی۔

قادری صاحب کی حضرت کرماں والا شریف حاضری

قادری صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت کرماں والا شریف کے پاس سے گزرا تو سلام و فاتحہ کیلئے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ کہنے لگے، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے صاحبِ کشف ہیں، مجھے بہت دیر تک روکے رکھا۔ بڑی مشکل سے اجازت ملی، ادھر میرے ساتھی اصرار کر رہے تھے کہ دیر ہو گئی اپنی منزل پر جلد پہنچنا ہے۔ ایک اور موقع پر ان کی روحانی ملاقات حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ہوئی۔ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قادری صاحب اب ہمارے مریدوں کا بھی کام کر رہے ہیں۔ غالباً آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ راقم الحروف کی طرف اور کچھ دیگر صاحبان کے بارے تھا۔

پہلے عمرے کا سفر

1982ء میں کوئٹہ سے اسلام آباد ٹرانسفر ہو گیا۔ یہ تو حقیقت ہے کہ ہر مسلمان کی آرزو ہوتی ہے کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو لیکن میرا کچھ معاملہ اور تھا۔ چاہنے کے باوجود میرے دل میں ایک خوف سما گیا تھا کہ تجھ جیسا عاصی اور نافرمان گناہ بردار اتنے گناہوں کی گٹھڑی سر پر اٹھائے کس منہ سے حاضری دے گا۔ یہ احساسِ گناہ دل میں راسخ ہو چکا تھا۔ اسی بناء پر حاضری دینے سے محروم رہا لیکن جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے، ہو کہ رہتا ہے۔

اسلام آباد میں واجِس ٹریول نے حرمین شریفین جانے کا ایک پیکج اناؤنس کیا اس سلسلے میں میری وائف کی کزن اور انکے میاں معظم حیات جو ہائی کورٹ کے رجسٹرار اور آجکل سروس ٹریبنل کے ممبر ہیں، گھر پر تشریف لائے اور حرمین شریف کی زیارت کرنے کا اصرار کیا۔ میری بیگم کی بھی دیرینہ خواہش حاضری دینے کی تھی۔ اسنے بھی بہت زور دیا۔ لیکن خوف کی وجہ سے میں ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر وہ لوگ تھک گئے۔ لیکن کچھ ہی دیر بعد میرے دل میں خیال کوندا کہ آپ ﷺ تو رحمتہ للعالمین ہیں اور میں نے جانے کی حامی بھر لی۔ دیر تک دفتر میں کام کرتا رہا اور شام کی فلائٹ سے دہران پہنچے۔ وہاں احرام باندھا اور جدہ سے جانب حرم شریف روانہ ہوئے۔ چونکہ سارا دن دفتر میں گزرا اور رات بھی سفر میں تھی مجھ پر نیم خوابی کا غلبہ تھا۔ اس حال میں خانہ کعبہ کے سامنے حاضر ہوا۔ سب ساتھی کچھ عجیب کیفیت میں سرشار تھے، کچھ رو رہے تھے، لیکن مجھ پر کچھ خاص اثر نہ ہوا۔ مجھے لگا کہ میرا ایمان بھی مشکوک ہے۔ دل میں بہت رنجیدہ ہوا۔ کچھ دن مکہ شریف میں رہے متبرک مقامات کی زیارت کی۔ دو تین عمرے کیئے۔ مدینہ شریف میں عصر کے قریب پہنچے۔ نمازیں پڑھنے کے بعد روضہ مبارک کے سامنے حاضر ہوئے۔ سینہ سے انجانے میں ایک مہیب سی آواز نکلی۔ وہاں کے موجود زائرین نے کہا کہ باہر نکل جاؤ۔ معظم حیات بھی ساتھ تھے، وہ بھی باہر نکل گئے، مغرب، عشاء کی نمازیں اور اگلے دن فجر اور ظہر کی نمازیں سب سے پچھلی صف میں ادا کی۔ آخر ہمت کر کے درود شریف پڑھتے نگاہیں نیچی رکھتے ہوئے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے اور حیرت کی بات ہے کہ رسول مقبول ﷺ کی طرف سے کرم اور کرم ہی

محسوس ہوا۔ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی ۔اور آپ ﷺ کی کرم نوازی ولطف وکرم کا ایک حلقہ میرے گرد وسیع ہوتا گیا۔

مدینہ شریف سے پھر حرم شریف میں آئے۔اس دفعہ حالت پہلی حاضری دینے سے قدرے بہتر اور مختلف تھی۔خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ ایک معمر عورت خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ کو چھونا چاہتی تھی۔لیکن ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔میں یہ دیکھ رہا تھا۔میں نے اسے بغل سے اٹھا کر دروازے کی دہلیز کے قریب کر دیا تا کہ وہ ہاتھ لگا سکے۔اس کے بعد معمر عربی خاتون نے میری طرف اتنی شفقت سے دیکھا جو صرف ماں کا وجود ہی کرسکتا ہے۔یہ چھوٹی سی باتیں ہوتی ہیں جو بعض اوقات دل پر اثر کر جاتی ہیں۔

مدینہ شریف حاضری کی وجدانی کیفیت کا سلسلہ اسلام آباد واپس آنے کے تقریباً دو ہفتے جاری رہا اسکے بعد ہم پھر پرانی ڈگر پر آ گئے۔وہی ہم اور وہی ہماری پرانی طور واطوار۔لیکن دل پر رسول اکرم ﷺ کی کرم نوازی کا سکہ جم گیا۔

کوئی نبی سے جا کے نہ آئے حالت ہی کچھ ایسی تھی
یاد رہی نہ جنت ہم کو جنت ہی کچھ ایسی تھی

بطور سپرنٹنڈنٹ انجینئر 1985ء تا 1994ء

کچھ عرصہ بعد سپرنٹنڈنٹ انجینئر کی پروموشن کا مرحلہ آیا تو معلوم ہوا سارے لوگ مختلف وجوہات کی بناء پر مخالفت کر رہے ہیں۔لہٰذا بندہ کو پریشانی لاحق تھی۔ایک بزرگ جو راولپنڈی کے مضافات میں رہائش پذیر تھے۔سنا ہے کہ صدر ضیاء الحق بھی

انکے معتقد تھے ۔اپنا مدعا بیان کیا اس پر انہوں نے کہا کہ بہت سے لوگ آپ کی پروموشن کے خلاف ہیں۔انہوں نے سورۃ النباء تیسویں سپارہ کی مندرجہ بالا آیت کا ورد کرنے کو کہا!

یوم یقوم الروح والملیکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہونگے۔کوئی نہ بول سکے گا بجز اسکے جس کو رحمان نے اذن دیا اور وہ ٹھیک بات بھی کرے (سپارہ 30 آیت 38۔سورۃ النباء)

محترم بزرگ نے احقر کیلیئے دعا بھی فرمائی کہ اللہ اپنا کرم یگا اور ایسا ہی ہوا کہ احقر کو ترقی ملی۔اب میں چاہتا تھا کہ لاہور پوسٹنگ ہو اور سپرنٹنڈنٹ انجینئرز بھی کوشش کر رہے تھے اور بڑی بڑی سفارش ہو رہی تھی۔

لیکن اللہ کے فضل سے بندہ کی ہی پوسٹنگ لاہور ہوئی۔ 1985ء سے 1997ء بارہ سال کے عرصہ بجز چند ماہ لاہور متعین رہا۔بعض لوگوں نے اکھاڑنے کی بڑی کوشش کی۔لیکن وہ ناکام رہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی چھاپ

لاہور تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگری مشہور ہے۔باقاعدگی سے خصوصاً جمعرات کو دربار شریف حاضری رہی اور آپ کی لگن بڑھتی رہی۔

ایک جمعرات دربار شریف پر حاضر تھا۔دیکھا کہ راولپنڈی کے بزرگ جن کا پہلے تذکرہ ہوا۔کنٹریکٹر رضوی اور اسکے بیٹے کیساتھ تشریف فرما ہیں۔رضوی صاحب

نے بتایا کہ ہم محترم بزرگ کو اسلام آباد سے کراچی اور کوئٹہ تک مزارات پر حاضری دلا رہے ہیں۔ صاحب بزرگ نے فرمایا کہ انکا آخری وقت قریب ہے اور وہ یہ فریضہ ادا کررہے ہیں، میں نے بھی سلام ودعا عرض کی۔

رضوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ محترم بزرگ نے کہا کہ احقر کے ماتھے پر "خادمان داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہوا ہے، واللہ اعلم، ان بزرگ محترم کا کچھ عرصہ بعد انتقال ہوگیا۔

نئے مکان میں رہائش

مارچ 1987ء میں نئے مکان میں شفٹ ہوا، مکان مناسب معیار کا ہے۔ قرآن خوانی کروائی۔ مجھے اس موقع پر افسوس ہوا کہ خاندان کا کوئی بندہ شامل نہ تھا۔ نہ ہی کوئی مبارک باد دینے آیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔ مرحوم محترم والد صاحب کی تصویر '3 * '3 (فٹ) سائز میں سامنے دیوار پر نمودار ہوئی اور والد صاحب مسکرا رہے ہیں اور یہ منظر تقریباً 15 منٹ تک رہا۔ لیکن قرآن خوانی والوں کو کوئی خبر نہ تھی۔ مرحوم والد کو دیکھ کر میری افسردگی یکسر خوشی میں بدل گئی۔ یہ احساس ہوا کہ بزرگوں کی روحوں کا تعلق اپنی اولاد سے خوشی کے موقع پر رہتا ہے۔ بحر حال اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنے پس ماندگان کے پاس آجا سکتے ہیں۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

(بانگ دراء۔ فلسفہ غم)

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آوری

میری بڑی بہن ثریا بیگم دل کے عارضہ کی وجہ سے نیویارک میں انتقال کر گئیں۔ بڑی مخلص بہن تھی۔غمی اور افسردگی کی فضاء چھائی ہوئی تھی ۔ اتفاق سے قادری صاحب لاہور میں تھے ۔ پریشانی کی وجہ سے میراان سے رابطہ نہ رہا۔ قادری صاحب نے کہا کہ تہجد کے وقت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا ''وحید کی خبر لو، وہ بہت پریشان ہے'' یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا نام زبان مبارک سے لیا۔ قادری صاحب کو ہمشیرہ صاحبہ کی فوتگی کی خبر ملی اور قبرستان ساتھ گئے۔ ہمشیرہ صاحبہ کو دفنانے کے فوراً بعد مجھے ایک مکاشفہ ہوا کہ قبر کے اندر یکا یک نور کا ایک سوتا پھوٹا۔ قادری صاحب پر بھی یہ صورت حال منکشف ہو رہی تھی ۔ مجھ سے کہنے لگے کہ تمہاری محترم بہن نے کونسا ایسا عمل کیا جس یہ رتبہ ملا۔ میں عرض کی کہ اسنے اپنے سسرال کی کافی سختیاں برداشت کی اور صبر سے کام لیا اور اپنے بچوں کے پرورش پر دھیان دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اس اجر سے نوازا۔

ملتان کے مقابر کی زیارت

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر تھا اور میرا پروگرام ملتان جانے کا تھا جو میرے حلقہ اختیار میں تھا۔ مجھے ایسا لگا حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا کہ ہمارا سلام خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا دیں۔ ملتان پہنچ کر مزار شریف پر عرض کر دیا۔ محسوس ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش ہوئے، اسکے بعد شاہ رکن الدین عالم رحمۃ اللہ علیہ اور

دیگر مزارات پر حاضری دی۔

ایک اور موقع پر ملتان کے مزارات پر حاضری دی۔اس دفعہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیامی نہ ہونے کی حالت میں حاضر تھا تو احساس ہوا کہ خواجہ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ خفا لگے۔معلوم ہوا کہ اپنی اوقات اور کرتوتیں ان رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر تھی۔میں ڈر کر وہاں سے جلد نکلا۔داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اعانت کے بغیر اپنی اصلیت معلوم ہوئی کہ بزرگوں کی عنایت سے ہی پذیرائی ہے۔اسکے بعد شارہ رکن الدین عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پر حاضری دی تو احساس ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گنہگار جوانوں پر بھی نظر کرم کرتے ہیں۔قدرے اطمینان ہوا۔

قرآن شریف پڑھنے کا اعجاز

میرا ایک بہت عزیز دوست جو مجھے اپنے بھائیوں کی طرح چاہتا تھا۔ان کا انتقال ہو گیا۔مرحوم بڑے وضع دار اور مخلص تھے۔اکثر دوسروں کی مدد کرنے پر خود گرفتارِ بلا رہے۔ان کے دفن کے وقت میں موجود تھا۔قبرستان مین روڈ سے ہٹ کر ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔کچھ دن بعد میں میرا اس سڑک سے گزر ہوا میں اپنے دھیان میں جا رہا تھا۔کہ دفعتاً مرحوم کا چہرہ سامنے آ گیا اور مجھ سے کہنے لگے میں سخت تکلیف میں ہوں، میں بہت افسردہ اور متفکر ہوا۔فوراً فاتحہ پڑھی۔لیکن طبیعت متفکر رہی۔میں نے ثواب کی خاطر قرآن شریف کا ختم کرایا اور پڑھنے والوں کے لیے خورد ونوش کا سلسلہ بھی کیا۔کچھ دن بعد میرا اس سڑک پر گزر ہوا تو مرحوم کا چہرہ سامنے آیا وہ پر سکون تھے۔قرآن شریف کسی اور جگہ پڑھا جا رہا ہے اور اسکا ثواب دور قبر پر ہو رہا ہے۔

تفسیر مولانا سید نعیم الدین صاحب

یہ ہے قرآن شریف پڑھنے کا اعجاز۔۔۔اللہ اکبر! قرآن حکیم وفرقان حمید ایک ایسی واحد کتاب ہے کہ جس کے روزانہ پڑھنے سے دل نہیں اکتاتا۔حقیقت میں جس دن کوتاہی یا غفلت کے باعث نہ پڑھا، اُس دن طبیعت مکدر رہتی ہے۔

ایک آفیسر کی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی

ہمارے محکمہ میں بہت کم آفیسر ایسے نظر آئے جو نیک اور ایماندار ہونے کے ساتھ اپنے ماتحتوں کے ساتھ میانہ روی اور ہمدردانہ سلوک کے خواہاں ہوں۔ان میں ایک عبدالوہاب شیرانی صاحب ہیں۔جو قریباً بیس سال پہلے ریٹائر ہوئے۔آپ ڈی۔جی پاک پی ڈبلیو اسلام آباد 21 گریڈ پر متعین تھے۔ان کی ترقی بائیس گریڈ سیکرٹری منسٹری آف ورکس ہوگئی۔آپ اسلام آباد سے کراچی جا رہے تھے۔فلائٹ کا لاہور میں آدھے گھنٹے کا سٹاپ آور تھا۔یہ لاہور کا پرانا ائیرپورٹ تھا۔لاہور اترتے ہی آپ فوراً ٹیوٹا ہائی لیکس میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے۔ہم بھی ساتھ مال روڈ سے دربار شریف پہنچے، فاتحہ پڑھی اور واپس ہوئے۔یہ دن کے ساڑھے بارہ بجے رش کا وقت تھا۔پھر بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر حیران تھے کہ آدھے گھنٹے کے وقفے میں یہ پھیرا مکمل ہوا اور جہاز کی پرواز سے پہلے پہنچے جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا لیکن شیرانی صاحب کی لگن اپنا رنگ لائی۔

میوہسپتال لاہور

میلسی شہر کا بائی الیکشن تھا۔یوسف رضا گیلانی ہمارے منسٹر ورکس تھے۔اگست 1990ء میں مجھے حکم دیا کہ میلسی میں ڈیولپمنٹ کے کام کرنے ہیں تاکہ لوگوں کی ہمدردیاں اور ووٹ حاصل کیے جائیں اور پی پی پی کامیاب ہو۔اپنا قیام بہاولپور میں رکھا۔جہاں میری بیگم کے بڑے بھائی خالد نصیر ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ تعینات تھے۔ ایک ہفتہ میلسی سے آنا جانا رہا۔سخت گرمی کی وجہ سے طبیعت کچھ خراب ہوگئی۔واپسی لاہور پر حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ حاضری دی۔اگلے دن ہارٹ سڑوک ہوا اور میوہسپتال کے آئی۔سی۔یو۔وارڈ میں داخل ہوا۔میری بھابی بیگم عبدالمجید خان فاطمہ میڈیکل کالج کی پرنسپل تھی۔لہٰذا ان کی وجہ سے ڈاکٹر صاحبان نے تیمارداری میں خاص خیال رکھا۔ایک ماہ وہاں رہا۔محکمے کے سب افسران جو لاہور میں مقیم تھے۔میری عیادت کیلئے آتے رہے،اپنی والہانہ محبت کا اظہار اور دعا کرتے۔

اس دوران طبیعت زیادہ خراب ہوئی۔حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ سے نعت خواں محمد شفیق عیادت کیلئے آئے۔مرحوم پیر عبداللطیف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بھائی عبدالمجید کے ہمراہ تشریف لائے اور دعاؤں سے نوازا۔ان دنوں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس جاری تھا۔قادری صاحب بھی کوئٹہ سے آئے ہوئے تھے۔آپ بھی عیادت کیلئے آئے تو میری بیگم نے کہا، وحید آپ کے معتقدین میں سے ہے۔دعا فرمائیں کہ تکلیف میں افاقہ ہو، قادری صاحب نے فرمایا کہ انشاءاللہ اب طبیعت بہتر رہے گی۔اسکے بعد درد تو نہ ہوئی۔لیکن شریانیں بند ہونے کی وجہ سے ہارٹ اپریشن

ضروری ہوگیا۔اس زمانے میں پاکستان میں ہارٹ اپریشن زیادہ کامیاب نہ تھے۔لہٰذا سب نے مشورہ کرکے کرامویل ہسپتال لندن سے رابطہ کیا۔

لندن میں برادرنسبتی راشد خان کے سسر کرنل آفتاب صاحب کا گھر ویسٹ اینڈ میں ایک ماہ رہائش رکھی۔گھر میں قرآن شریف تھا لیکن اردو ترجمہ نہیں تھا۔بیگم نے قرآن شریف سے مدد لی تو سورۃ یونس کی آیت سامنے آئی جسکا ترجمہ مجھے آتا تھا۔قدرے اطمینان ہوا کہ انشاءاللہ اپریشن کامیاب ہوگا۔آیت مبارک یہ تھی۔

الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون (آیت62)

اپریشن کامیاب ہوگیا۔اللہ کے فضل سے طبیعت ٹھیک رہی۔یہ عجیب بات کہ محکمے کہ وہ سب افسران جو میو ہسپتال تیمارداری کیلئے آتے رہے۔صحت یاب لندن سے واپس لوٹنے پر کوئی نہیں آیا۔شاید انکو ڈر تھا کہ میں انکی جگہ لاہور میں پوسٹ نہ ہوجاؤں۔یہ انکی اصلی ذہنیت کی غمازی کرتا ہے۔جو بیشتر بڑے افسروں میں موجود ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لاہور میں ہی پوسٹ رہا۔

آیا زمانہ پرسش احوال کو مگر
آیا نہ پوچھنے وہ زمانہ کے بعد بھی

(روحی کنجاہی)

قیامت کا منظر

ایک دفعہ نماز کے بعد وظائف کی طرف توجہ تھی کہ ایک مکاشفہ سامنے سے گذرگیا،کیا دیکھتا ہوں کہ ہلکی سرخ ریت کا چیٹل میدان ہے اور ایک جلوس جو صحابہ

کرام اجمعین کا ہے۔ سفید قباء زیب تن کئے اور پیشرو آگے سفید جھنڈا لیے چپ راست کرتے ہوئے رواں دواں ہے، خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حساب و کتاب کیلئے پیش ہونے جا رہے ہیں۔ اب جو اِن میں شامل ہیں وہی اللہ تعالیٰ کی نظر میں کامیاب ہیں۔ منظر ہٹنے کے بعد 30 پارہ سورۃ الذالزال کی عملی تفسیر محسوس ہوئی کہ قیامت کے روز لوگ اعمال کے لحاظ سے گروہوں میں بٹ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونگے۔ مسلمانوں کو فرقوں میں نہیں بٹنا چاہیئے۔ فرقہ بندی بالکل باطل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نقش قدم واطوار اپنانا چاہیئے۔ یہی فلاح اور سلامتی کا راستہ ہے۔ **یومیذیصدر الناس اشتالیرو اعمالھم** اس روز پلٹ کر آئیں گے لوگ گروہ درگروہ، دکھادیئے جائیں ان کے اعمال (سپارہ 30 سورۃ الذالزال آیت 6)

بزرگوں کی زیارت

گھر میں ایک صبح کی نماز کے بعد درود شریف کا ورد کر رہا تھا کہ نظروں کے سامنے حضرت داتا گنج رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ''ارحم الرحمین'' ہیں غالباً اگلے ہی روز حضرت غوث دستگیر رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ بڑے ''ارحم الرحمین'' ہیں۔ ان دنوں کافی مسائل سے دوچار تھا۔ بزرگان دین کی حوصلہ افزائی سے دل کو کافی تسکین ہوئی۔ یہ حقیقت ہے کہ بزرگ اپنے معتقدین پر ہمیشہ نظر کرم رکھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیاوی بلیات سے محفوظ و مامون رہیں۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خفگی

ایک عرصہ سے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف میں حاضر ہو رہا تھا۔اب سوچا کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو بڑے کرم گستر ہیں کیوں نا اور بزرگوں کی طرف توجہ مبذل کروں۔کچھ دن ایسا کرنے سے جو لطف پہلے وظائف پڑھنے سے طبیعت میں آتا تھا۔اس سے محروم ہو گیا۔اس کا تذکرہ فون پر کوئٹہ قادری صاحب سے کیا۔جیسے پہلے عرض کیا کہ قادری صاحب کی طبعی ملاقات کا سلسلہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قائم تھا اور ہے،حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قادری صاحب سے کہا کہ وحید نے اوروں کی طرف توجہ دینی شروع کی ہے۔ہم نے اسکے لیے کیا کیا نہیں کیا۔قادری صاحب نے کہا کہ وحید ابھی اس معاملے میں بچہ ہے،اسے اسکی خبر نہیں۔داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زور دیکر کہا کہ کیا وہ اب بھی بچہ ہے! بہر حال داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی کچھ عرصہ قائم رہی۔قادری صاحب کی بار بار سفارش کرنے سے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خفگی جاتی رہی۔اس کے بعد میں نے کسی کی طرف توجہ نہیں کی۔میں پچیس سال سے لاہور میں مقیم ہوں۔جہاں اکثر لوگ بڑے بڑے اللہ والوں کا ذکر کرتے ہیں لیکن احقر نے توجہ نہیں دی۔حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہی کافی ہیں۔

اتفاق کی بات ہے۔ایسی ہی صورت حال سے میری چھوٹی بہن پروین ایوب دوچار ہوئیں۔اس نے کراچی سے فون پر بتایا کہ وہ جب درود شریف پڑھتی ہیں تو ایک خالی سفید سا خاکہ آتا ہے۔جو یہ ٹیلی ویژن کی سکرین کے برابر ہے اور جو اطمینان اور سکون عبادت میں پہلے حاصل تھا،اب نہیں ہے۔

اصل میں وہ گھریلو مسائل کی وجہ سے پریشان تھیں اور اپنے روحانی پیشوا اور مربی بھائی عباس برنس روڈ کراچی سے ہٹ کر دوسرے بزرگوں اور مختلف مزاروں پر جا رہی تھیں۔ میں نے اس ضمن میں اپنا مشاہدہ بتایا اور مختلف لوگوں کے پاس جانے سے منع کیا اور توجہ صرف بھائی عباس صاحب کی طرف رکھیں اور اللہ کی مہربانی سے پہلے حالت پر آ گئیں۔ یک بگیر و محکم بگیر

رسول اکرم ﷺ کا احقر کو یاد فرمانا

جناب محمد صدیق قادری صاحب فرماتے ہیں کہ خواب میں رسول مقبول ﷺ سے ایک کمرے میں ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے قادری صاحب کو حکم دیا کہ عبدالوحید کو بلاؤ۔ کمرے سے ملحقہ ہال میں جہاں میں موجود تھا۔ وہاں کثیر تعداد میں اور لوگ بھی تھے۔ قادری صاحب نے بآواز بلند کہا۔ کہ وحید تمہیں رسول کریم ﷺ نے یاد فرمایا ہے، لوگوں نے جو ہال میں موجود تھے، مجھے گھیر لیا اور مبارک آباد دینے لگے، جس سے دیر ہو گئی۔ جب قادری صاحب اور میں ساتھ والے کمرے میں پہنچے تو رسول مقبول ﷺ جا چکے تھے۔ قادری صاحب نے کہا کہ میں نے رسول مقبول ﷺ سے معروضات کرنی تھیں۔ دیر ہونے کی وجہ سے نہ کر سکا۔ قادری صاحب کا خواب سن کر میں بہت خوش ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے یاد کیا۔ ان دنوں میں کچھ مسائل میں گھرا ہوتا تھا۔ یہ آپ کی کرم نوازی ہے

ورنہ میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے

ایک دیہاتی عورت کا حج

ہمارے رشتے کے ایک بھائی جناب احسان بٹالوی صاحب اکثر اپنے گھر میں بزرگوں کو بلا کر میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کرتے ہیں۔ایک ایسے ہی موقع پر نہر والی مسجد مال روڈ لاہور کے خطیب صاحب بیان فرمارہے تھے کہ ایک حج کے موقع پر وہ طواف کعبہ کرر ہے تھے۔پاس ہی ایک دیہاتی عورت بھی مصرف طواف تھی۔وہ جب حجرہ اسود کے پاس سے گزرتی تو کہتی "بخشدے چنگاریویں گا" جب میں نے عورت کو دوسری دفعہ کہتے سنا تو اسکو مخاطب ہو کر کہا کہ اگر نہ بخشا تو کہنے لگی:

"تے فیر اللہ دی سوں میں مدینہ شریف والے ﷺ دی سفارش لیکر آواں گی"

یہ سادگی،خلوص،ایمان اور یقین محکم اور یہی ایمان کی کسوٹی ہے۔

لوکاں دیاں لکھ ٹھاراں

ساڈی ٹھار مدینہ اے

لوگوں کیلئے عیش وعشرت کے لاکھوں بہانے ہوں۔لیکن ہمارا سکون اور اطمینان سرکار دو عالم ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں۔

جناب احسان بٹالوی کی محترمہ والدہ کا انتقال

احسان بٹالوی صاحب کو بزرگوں کی تعظیم کرنے کا ہنر اپنی مرحوم والدہ محترمہ سے ترکہ میں ملا۔محترمہ والدہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عقیدت مندوں

میں سے تھیں۔ایک دفعہ علیل ہوگئیں تو گھر کا کام کاج کرنا مشکل ہوگیا تو ایک عورت انکے گھر آئیں اور کہا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت کیلئے بھیجا ہے۔جب وصال ہوا تو تدفین کے وقت بندہ موجود تھا۔میں نے پھر ایک مکاشفہ دیکھا کہ آپ (محترمہ والدہ صاحبہ) ایک سبزہ زار (غالباً جنت) میں تشریف فرما ہیں۔

بٹالوی صاحب کے والد ریٹائرڈ پولیس آفیسر تھے۔کچھ سال بعد انکا انتقال ہوگیا۔دفنانے کے فوراً بعد کشف ہوا کہ ساتھ کی قبر سے ایک ہاتھ نکلا اور انکو (والد صاحب) کو اپنی طرف گھسیٹا۔اس وقت بٹالوی صاحب کی والدہ کے دفنانے کا واقعہ ذہن سے محو ہو چکا تھا۔بعد میں معلوم ہوا کہ ساتھ کی قبر بٹالوی صاحب کی والدہ کی تھی۔عجیب اتفاق ہے کہ وفات شدگان اپنے عزیزوں کی اعانت بھی کرتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب!

چھوٹی بہن کی سہیلی کے والد کا انتقال

میری چھوٹی بہن پروین ایوب کے سکول کی کلاس فیلو نصرت سے قریبی فیملی تعلقات تھے۔1965ء میں انکے والد کا انتقال ہوا۔کہتے ہیں کہ وفات کے وقت سورۃ یٰسین کی تلاوت کر رہے تھے، ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی کے قبرستان میں دفن کیا۔مسجد الفلاح کے خطیب اور دوسرے نمازی دفن کے وقت حاضر تھے۔میں نے دعائے مغفرت کے وقت دیکھا۔ایک چھوٹا سا سفید بادل کا ٹکرا سا قبر سے تقریباً 15 فٹ کی بلندی سے اوپر جا رہا ہے میں حیرت سے دیکھتا رہا۔لیکن سب لوگ اس واقعہ سے بے خبر نظر آرہے تھے۔میرے ذہن میں آیا کہ نصرت کے والد صاحب کی روح

مبارک کو فرشتے اوپر لے جارہے ہیں۔ جہاں تک میں جانتا ہوں کہ مرحوم بہت نیک طبع اور بے ضرر انسان تھے۔ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے انعام واکرام سے نوازتا ہے۔

حساب و کتاب

ایک خواب 1965ء کی ہندو پاکستان جنگ کے بعد آیا، مجھے ماہ و سال یاد نہیں ۔خواب دیکھا کہ قیامت کا منظر ہے، بندے کی اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی ہورہی ہے۔اللہ تعالیٰ کے سامنے حضور کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔اللہ جل شانہ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ 1965ء کی جنگ میں تم نے اپنا نام کیوں نہیں دیا۔میں گھبرا کر غالباً عرض کرتا ہوں کہ بڑے افسروں نے جنگ میں ہونے سے نام کاٹ دیا تھا کہ محترم ولدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا اور والد صاحب بوڑھے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کوئی اور سوال نہیں کیا۔حتمی طور پر میں کہہ نہیں سکتا کہ مجھے پاس کردیا یا نہیں !اللہ تعالیٰ ہی تو سب کے نگہبان ہیں ۔ان کے رحم و کرم سے ہی ہم سب کی عافیت اور بقاء ہے۔انه هو االتواب الرحیم

جناب قادری صاحب کے پیٹ کا عارضہ

قادری صاحب کے پیٹ میں گلٹی قسم کی تکلیف ہوگئی، کوئٹہ میں ڈاکٹروں کو دکھایا۔انہوں نے چیک کر کے کہا کہ اپریشن ضروری ہے ۔مجھے اس بیماری سے فکر لاحق ہوئی ۔حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور التماس کی اور ندا آئی کہ اپریشن کی ضرورت نہیں ۔اللہ کے کرم سے وہ گلٹی غائب ہوگئی۔قادری صاحب کی متعلقہ ڈاکٹر سے راستے

میں ملاقات ہوگئی ۔ڈاکٹر نے کہا کہ آپ نے اپریشن کرانے میں دیر کردی تو قادری صاحب نے کہا کہ بزرگوں کی مہربانی سے اسکی ضرورت نہیں ۔ڈاکٹر کو یقین نہ آیا۔سڑک کے ایک کنارے لیجا کر قمیص اٹھا کر معائنہ کیا۔حیران رہ گیا اور اس نے کہا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ بغیر اپریشن مرض جاتا رہا۔حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور مدد کا سکہ ہر جگہ جاری ہے۔بس انکی نظر کرم کا معاملہ ہے اور اللہ تعالیٰ انکی درخواست پر نہایت مہربانی سے کرم فرماتے ہیں۔

بھائی عبدالمجید کی پروموشن

بھائی مجید صاحب کی اکیسویں گریڈ کی ترقی میں کچھ رکاوٹیں تھی ۔قادری صاحب نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ترقی کی سفارش کی ۔تو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی مجید کی پرسنل فائل منگوا کر قادری صاحب کو دکھائی۔افسران بالا نے منافرت اور لسانی وجوہات کی بناء پر رکاوٹ ڈالی اور ترقی روکی تھی جو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت اور دعا سے دور ہوگئی۔بھائی صاحب کی ترقی بھی ہوئی اور سنیارٹی بھی بحال رہی ۔اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کو اسلئے استادہ کیا ہے تا کہ لوگوں کی تکالیف اور مشکلیں حل کر کے اطمینان اور سکون کی نعمت سے نوازیں۔تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوں۔

افسر کو بھی انگریزی سے باہر نہ گھسیٹو
زندہ ہے وہ بیچارا اسی ایک سبب سے
(انور مسعود)

کار کی چوری

ہوا یوں کہ میری کار چوری ہوگئی ۔اس ضمن میں شرق پور حاضر ہوا۔ مزارِ اقدس پر فاتحہ اور دعا کے بعد چلنے لگا تو ایک پندرہ یا سولہ سال کا لڑکا جسکی ابھی داڑھی بھی نہیں آئی۔ میری گاڑی کے پاس آیا اور کچھ پھول دیئے کہ یہ حضرت میاں شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیئے ہیں۔ میں نے اس بات کو درخور اعتنا نہ کیا۔ یہ سمجھ کر یہ کوئی مانگنے والا ہے اور شہر شرقپور کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں کے گلاب جامن بہت مشہور ہیں۔ سارا بازار پھرا لیکن دکان کا پتہ نہ لگا۔ مین سڑک سے واپس آیا تو وہی لڑکا بازار میں ملا۔ اس نے کہا کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رات کو بتایا تھا کہ ”ہمارے مہمان آئیں گے ان کی پیشوائی کرنا اور بتانا کہ ان کا کام ہوجائے گا“۔ اس لئے آپ مجھ سے ملے بغیر نہیں جا سکے۔ ہم نے اس کے ساتھ چائے پی اور اس کرم نوازی کا دل سے شکریہ کیا۔ اس کے تقریباً ایک سال بعد چوری شدہ گاڑی مل گئی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ کہ بزرگان دین اپنی دعاؤں سے کرم نوازی فرماتے ہیں۔

بطور چیف انجینئر اگست 1994ء تا اپریل 1997ء

بیس گریڈ میں چیف انجینئر کی ترقی کا مسئلہ آیا، حیرت انگیز طور پر رکاوٹیں نظر آئیں۔ میں نے بھی مقابلے کی ٹھانی ۔ دنیاوی سفارش اور روحانی دعاؤں کی کاوشیں شروع ہوئی۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ایک ذاکر سے کافی عرصہ پہلے یاد اللہ ہوگئی تھی۔ بقول اس کے کہ فقیر کے ہاتھ ایک کارڈ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے بھجوایا کہ وحید کارڈ پر تحریر کردہ آیت شریف کا ورد کرے۔ میں نے اسکو سچ سمجھا کیونکہ انکار کی کوئی وجہ میرے پاس نہ تھی۔ آیت مبارکہ یہ ہے۔

سلم قف قولا من رب الرحیم (یٰسین آیت 58)

تم سلامت رہو (انہیں) یہ کہا جائیگا۔ اپنے رحیم رب کی طرف سے۔ کارڈ کو دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ کیونکہ اس وقعہ سے تقریباً پانچ سال قبل میری فیملی 31 دسمبر کو اپنے نانا کے گھر جمع تھی اور انڈیا سے نیوایئر کا پروگرام دیکھ رہے تھے۔ مجھے احساس ہوا کہ نیا سال شروع ہوانے والا ہے۔ میں نے دوسرے کمرے میں قرآن کی تلاوت شروع کی۔ جب ٹھیک بارہ بجے میں آیت سلم قولا من رب الرحیم پڑھ رہا تھا۔ میں توفیق کے مطابق ورد کرتا رہا۔ حضرت قادری صاحب نے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ بڑے بھائی عبدالمجید نے بھی اپنی کوشش کی۔ اللہ کے فضل سے پروموشن ہوگئی۔ لیکن ویکنسی نہیں تھی۔ خدا کا کرنا ہوا کہ لاہور میں سنٹرل کیلئے ایک چیف انجینئر کی پوسٹ کا قیام عمل میں آیا اور بندہ کا تقرر بزرگوں اور یہی خواہوں کی دعاؤں کا نتیجہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم تھا کہ حاسدین کے بڑے انبوہ کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھا۔

بلیک میلر کا قصہ

چیف انجینئر کی ترقی کے وقت کچھ عیار لوگوں نے سیاسی پریشر ڈال کر ٹریپ کرنا شروع کیا۔ میرے لیے بڑی مشکل صورت حال تھی۔ میں نے بھی ہمت اور ضبط سے کام لیا۔ لیکن بلیک میلروں کا پلہ بھاری ہوتا گیا۔ کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ اللہ

تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ایک دن ان میں سے ایک صاحب صبح دفتر آئے اور معافی مانگتے اور کہنے لگے کل رات دو بجے ڈراؤنا خواب آیا۔فوراً آنکھ کھلنے کے بعد پسینہ میں شرابور تھا۔ میں اسی وقت آپ کے پاس آنا چاہتا تھا۔لیکن وائف نے کہا اس وقت جانا مناسب نہیں اور کہا کہ جو کچھ مجھ سے زیادتی ہوئی ۔اسکی معافی چاہتا ہوں ۔میں نے انجان بنتے ہوئے کہا تم نے کچھ نہیں کیا۔تم میری بہتری چاہتے تھے۔

وہ چلے گیا لیکن اسکی تسلی نہ ہوئی ۔ایک سال بعد رمضان کا مہینہ شروع ہونے پر دوبارہ گھر آیا اور معافی کا خواستگار رہوا۔میں نے اس کو ٹال دیا۔لیکن کافی عرصہ کے بعد میں نے اس کو معاف کر دیا۔جو ہونا تھا ہو گیا۔اب مٹی پاؤ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مسلسل شر سے محفوظ رکھا۔

ان کے دوسرے ساتھی جو اس بلیک میلنگ میں شریک تھے ۔وہ ہمیشہ کیلئے نظروں سے اوجھل ہو گئے ۔میں سمجھتا ہوں ان مشکل مراحل میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت کام آئیں۔بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اپنے معتقدین کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔اگر چہ وہ مجھ جیسا نکما ہی کیوں نہ ہوا۔

ایک اور مشکل

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا
(منیر نیازی)

چیف انجینئر کا عہدہ سنبھالنے کے بعد احساس ہوا کہ صرف اپنے انجینئر نگ

کے شعبے سے متعلق محنت ہی ضروری نہیں بلکہ ڈپلومیسی کی زیادہ ضرورت ہے۔ یہ ارباب حل وعقد کی طرف سے کئی احکامات ایسے آئے جو ملک اور قوم کے فائدے میں نہ تھے۔ بلکہ اس میں سیاسی پہلو اور ذاتی مفاد زیادہ شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ مناسب وقت آنے پر جو جتنا شریک جرم تھا اسکو ویسی ہی سزا ملی۔ اسکو انگریزی میں پوئٹک جسٹس poetic justice کہتے ہیں۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ میری خیال ہے کہ چیف انجینئر بننے کے کچھ ہفتوں تک میں قدرے متکبر ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے ذہنی تکلیف بھگتنی پڑی۔ توبہ کی اور آخر اللہ کا کرم ہوگا۔

اصل میں بجز بہت کم افراد کے ہم من حیث القوم مطلب پرست اور خود غرض ہیں۔ مطلب براری کے بعد آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ جو منافقانہ روش دلیل ہے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دربار کے کچھ غرض مند

کچھ عرصہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر جانے کے بعد دیکھا کہ چند ذاکروں کے گرد لوگوں کی ٹولیاں جمع ہیں اور لوگ ان سے دعا کیلئے عرض ومعروض گزارش کر رہے ہیں۔ ان میں ایک وہ حضرت بھی تھے۔ بقول انکے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ یٰسین کی آیت کے ورد کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ ایک اور نوجون پروفیسر نے تو دربار شریف میں چلہ بھی کاٹا۔ ان کے پاس غرض منداشرافیہ مردوخواتین آتے۔ اسکے علاوہ 2 اور حضرت اپنی محفل جمائے بیٹھے تھے۔ اگر یہ سب حضرات ضرروت مندوں کیلئے دعا خیر ہی پر اکتفا کرتے رہتے تو ٹھیک تھا۔ لیکن انہوں نے

لوگوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اور یقین کیجئے کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے سب لوگ باری باری راندۂ درگاہ ہو گئے۔ان کی اب شکل بھی نظر نہیں آتی۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سب پر رہتی ہے۔فریب کاروں کو کچھ ڈھیل دیتے ہیں کہ راہ راست پر آ جائیں۔جب یہ لوگ اپنی ڈگر پر قائم رہتے ہیں تو سخت گرفت میں آ جاتے اور کوئی جائے پناہ نہیں ملتی۔میرے خیال میں زائرین کیلئے دربار شریف میں اپنی ضرورت کیلئے فاتحہ اور دعا کرنا ہے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشن ہے کہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں کی بھلائی کیلئے دعا کرنا۔اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم دیتا ہے۔

اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچے کا وسیلہ۔اور جدوجہد کرو اسکی راہ میں تاکہ فلاح پاؤ۔(پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت 35)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کے وسیلہ سے اپنی دشمنوں پر فتح کی دعا مانگتے (پارہ 1 سورۃ البقرہ آیت 80)

اسی طرح بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت کے پاس تابوت سکینہ آیا جس میں حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نوادرات تھے۔اسی صندوق (تابوت سکینہ) کو سامنے رکھ کر دعا کرتے کہ دشمنوں پر فتح ہو (نفس مضمون پارہ 2 سیقول آیت 248) اسی ضمن میں ایک تحریر حضرت مولانا محمد نعیم صاحب کی ترجمہ قرآن احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نظر سے گزری،جس میں واقعہ سامری جادوگر کا ذکر ہے

کہ بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کو گمراہ کیا۔ سورۃ طہ۔ آیت ۸۶ اور ۸۵ ۔

"فرمایا تو ہم تیرے (موسیٰ علیہ السلام) آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا اور انہیں سامری نے گمراہ کردیا"۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا سید محمد نعیم لکھتے ہیں ۔ اس آیت میں اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف فرمائی گئی۔ کیونکہ وہ اسکا سبب و باعث ہوا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ کسی چیز کو سبب کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ نے پرورش کی۔ دینی پیشواؤں نے ہدایات کی ۔ اولیا نے حاجت روائی فرمائی ۔ بزرگوں نے بلا دفع کی۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ امور ظاہر میں منشا و سبب کی طرف منسوب کردیئے جاتے ہیں اگرچہ حقیقت میں ان کا موجد اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ایسی نسبتیں بکثرت وارد ہیں۔ (خازن) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بعض مرحلوں پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب اور پیارے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتے تھے کہ مشکل حل ہو اور کامیابی حاصل ہوتی تھی ۔ زمانہ قدیم میں مصر میں ایک فرسودہ رسم تھی کہ ایک خوبصورت عورت کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے تھے ۔ جب مصر اسلامی حکومت کے زیر تسلط آیا تو یہ رسم منسوخ کردی تو دریائے نیل نے بہنا بند کردیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کو ایک خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہنا جاری ہو جا۔ جب یہ خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریائے نیل نے بہنا شروع کردیا جو اب تک جاری ہے۔ مصر کی زراعت کا انحصار دریائے نیل پر ہے جو ہر سال طغیانی میں لاکھوں ٹن زرخیز مٹی ساحل پر بکھیر دیتا ہے اور مصر کی ٹن

(روئی) دینا میں سب سے بہترین سمجھی جاتی ہے۔دریائے نیل کو اس سبب سے مصر کا تحفہ قرار دیا جاتا ہے۔ دریا نیل کا جاری ہونے کا اصل ''محرک'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔اسے واسطہ کہتے ہیں۔اصل میں تو احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

بیٹی عائشہ کی شادی

میری دوسری بیٹی کی شادی کی بات چیت چل رہی تھی ۔کچھ رشتے آئے تھے۔فیصلہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔نماز پڑھتے ہوئے اشارہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مامون رشید حکیم کا ملا۔جو امریکہ میں انجینئرنگ کرنے کے بعد وہاں جاب کر رہا تھا۔ان کے والد محترم رشید حکیم پی۔آئی۔اے کے ڈائریکٹر انجینئرنگ کرکے ریٹائر ہوئے ۔گجرات شہر کے شرفاء میں شمار ہوتے ہیں۔شادی کی تقریب میں کوئٹہ سے جناب محمد صدیق قادری کراچی سے عباس ''بھائی جان'' اور اسلام آباد سے عبدالوہاب شیروانی سیکرٹری منسٹری آف ورکس خصوصی طور پر رونق افروز ہوئے۔بزرگوں کی آمد سے خوشی دوبالا ہوگئی اور اللہ کے کرم سے رشتہ مبارکہ ثابت ہوا۔

حضرت امام برّی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری

جب میری اسلام آباد پوسٹنگ رہی تو اکثر امام برّی کے دربار پر حاضر ہوتا رہا۔ایک دفعہ حضرت باباجی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ حاضر ہوا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ مسائل تھے۔اسلام آباد میں ٹیلر ماسٹر حافظ G-9 مرکز سے دوستانہ مراسم قائم ہوئے۔ان کیساتھ میں دربار حاضر ہوکر اپنی معروضات پیش کی۔ندا آئی کہ عبدالقادر کریں گے۔میں غلط فہمی کی وجہ سے ٹیسٹ کریکٹر عبدالقادر سمجھا۔جب حافظ احمد سے پوچھا تو بتایا کہ حضرت شیخ عبدالقدر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔جب قادری صاحب کو بتایا تو کہنے لگے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد کے کام کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔غالباً ٹال دیا گیا۔واللہ علم بالصواب۔

بیٹی کا روہوڈ سکالرشپ

میری سب چھوٹی بیٹی سارہ وحید نے سکول اور کنیرڈ کالج کی پڑھائی میں امتیازی پوزیشنز حاصل کیں،کالج کی فرسٹ سیکنڈ اور تھرڈ ائیرز میں کلاس نمائندہ تھی اور فورتھ اور فائنل ایئر میں کنیرڈ کالج کی ہیڈ گرل منتخب ہوئی۔جو ایک اعزاز سمجھا جاتا ہے۔اس نے انگریزی تقریری مقابلوں میں انعامات جیتے۔بیٹی کا باہر تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ تھا۔لیکن ہم مخالف تھے۔انہیں دنوں 1998ء کے روہوڈ سکالر شپ مانا جاتا ہے۔بیٹی نے اپلائی کیا۔میرا خیال تھا کہ وہ منتخب نہ ہو سکے گی۔اس لئے حامی بھر لی کہ اگر سلیکٹ ہوگئی تو آکسفورڈ جانے کی اجازت ہوگئی۔

پورے پاکستان سے تقریباً گیارہ ہزار طالب علموں نے اپلائی کیا۔جن میں بارہ شارٹ لسٹ ہوئے جن کو اسلام آباد انٹرویو کیلیئے بلایا گیا۔سلیکشن کمیٹی کے آٹھ ممبر ہوتے ہیں جنہوں نے روہوڈ سکالرشپ کے توسط سے آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کرنا ہوتی ہے۔وسیم سجاد صاحب اس کے چیرمین تھے چونکہ اس وقت کے پریزڈینٹ ملک

سے باہر تھے، سینٹ کے صدر ہونے کی وجہ سے صدر کا بھی کام کررہے تھے۔

میری بیٹی کا انٹرویو تقریباً ایک گھنٹے رہا۔میں انٹریو کے دن لاہور حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں کامیابی کیلئے دعا میں مصرف رہا۔دربار شریف میں میرے قریب کچھ لوگ تھے۔ان میں سے ایک نے بتایا کہ وہ اجمیر شریف گدی نشینوں میں سے ہیں ۔بیٹی کی کامیابی کیلئے استدعا کی تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا سلیکشن ہوگا۔انٹرویو کے دن شام کو رزلٹ آنا تھا۔بیٹی نے اسلام آباد سے ٹیلی فون کیا کہ ابو میں نے انٹرویو پوری محنت اور ہمت سے اچھا دیا ہے۔کامیابی کی دعا کریں، میں نے کہا کہ بیٹی میں نے بھی بہت دعا کی ہے نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سلیکٹ ہونے والوں میں پہلا نمبر تھا۔اسکے علاوہ ایک اور بھی طالب علم سلیکٹ ہوا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ سب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نظر اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ایک بڑے اعزاز سے نوازا۔

ایکسرسائز ٹیسٹ

بیٹی کے روہوڈ سکالر شپ ملنے کے بعد میں اور میری بیگم نے بھی ساتھ جانے کا ارادہ کرلیا۔چونکہ میرا پہلے بائی پاس ہوا تھا۔صحت کی درستگی جاننے کیلئے نیشنل ڈیفنس ہسپتال لاہور میں ایکسرسائز ٹیسٹ کرایا۔جو اللہ کے کرم سے ٹھیک نکلا۔

اتفاقاً وہاں پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری سے ملاقات ہوئی ۔بندے نے تعظیماً آپ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور آداب وسلام کیا کیوں کہ آپ میرے پیر ومرشد حضرت اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چشم وچراغ ہیں۔اسی رات مجھے خواب میں جناب

رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ ﷺ کے ساتھ بائیں طرف میرے مرحوم والدصاحب تشریف فرما تھے۔والدصاحب نے میری طرف اشارہ کرکے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا"یہ میرا بیٹا ہے" میں سمجھتا ہوں چونکہ میں نے حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کی اولادکی توقیروتعظیم کی جسکی وجہ سے زیارت شریف کا شرف حاصل ہوا۔

رہا والدصاحب کا معاملہ کہ آپ رسول مقبول ﷺ کے اتنے قریب کیسے بیٹھے تھے، کچھ حیرت ہوئی، کیونکہ والدصاحب حیات میں بظاہر سخت مزاج تھے لیکن اندر سے دل کے نرم تھے، مجھے ایک حدیث شریف یادآئی۔جس کا متن یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ"جس نے ایک یتیم کی پرورش کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ایسا ہوگا جیسے یہ میری دوانگلیاں آپس میں،میرے داداصاحب کا جب انتقال ہواتو والد کے تین چھوٹے کم سن بھائی تھے۔صرف والدصاحب نوکری کررہے تھے۔آپ نے اپنے بھائیوں کی پرورش کی۔تعلیم دلوائی اور انکی شادیاں کیں۔اپنی والدہ کی تابعداری کی۔اسکے علاوہ یتیم خانہ حیات اسلام میں چندلڑکوں کا وظیفہ لگایا تھا جناب حضرت میرطیب علی شاہ بخاری صاحب سجادہ نشین حضرت کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہء مجاز جناب شوکت اسلام خاں جو میرے ماموں زاد بھائی ہیں،انہوں نے مجھے بتایا کہ قلعہ گجر سنگھ لاہور کی ایک مسجد کی تعمیر کیلئے خاصی رقم انکے حوالے کی۔کبھی بھی والدصاحب نے ان باتوں کا ہم سے ذکرنہیں کیا۔

بھتیجے کی فوتگی

سب سے بڑے بھائی عبدالحمید خان صاحب کا بڑالڑکا بابر حمید مرچنٹ نیوی میں کپتان کے عہدے پر فائز تھا۔چھٹی پر لاہور گھر آیا۔ایک صاحب کے جنازے میں شرکت کررہا تھا کہ خون کی قے آئی اور انتقال کرگیا۔نوجوان بھتیجے کی موت کا بہت افسوس ہوا۔

دفن کے بعد میں نے قبر کی طرف غور کیا تو دیکھتا ہوں سوال وجواب ہورہے ہیں اور بابر پریشان ہے اور حیرت سے اس کا منہ کھلا ہوا ہے۔دفعتاً مجھے غصہ آگیا۔میں نے بابر کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ان کو (فرشتوں) کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں۔رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیغمبر ہیں اور حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔یہ کہنا تھا کہ فرشتے غائب ہوگئے۔جب قادری صاحب سے اس کا ذکر کیا۔تو کہنے لگے۔اب قیامت تک بابر حمید آرام وآسودگی سے سوئے گا۔یہ سب حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی کا نتیجہ ہے۔یہ ان کا فیض ہے جو قبر کی منزل میں بھی کام آتا ہے۔

بھانجے جاوید اختر کا بائی پاس

میری سب سے بڑی بہن کا چھوٹا بیٹا جاوید اختر بہت تابعدار ہنس مکھ ہے۔حضرت کرماں والا شریف کے دربار پر حاضر ہوتا ہے۔اسکی صحت کے بارے میں ہم سب متفکر رہتے ہیں۔اسے بارہا سب نے کہا کہ سگریٹ پینا چھوڑدو لیکن اس نے ترک

نہیں کی، اسکے علاوہ خوش خوراک بھی ہے۔ غالباً انہی وجوہ کی بناء پر اسے ہارٹ اٹیک ہوگیا اور ہسپتال میں بائی پاس اپریشن ہوا۔ سب عزیز اور انکے دوست متفکر تھے اور دعا گو تھے کہ اپریشن کامیاب ہو۔ ان کی بیگم نے مجھے ڈانٹ کر کہا، احساس نہیں ہوا۔ میں واپس آیا۔ ہسپتال میں عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے میرے کان میں ندا آئی کہ آپرشن ماشاءاللہ ٹھیک ہوگا۔ میں نے جاوید کے دوستوں کو جو بہت متفکر بیٹھے تھے، یہ بات بتائی تو بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک جملے نے ہمارے دن بھر کے تفکرات کو ختم کردیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان بزرگوں کی نہ ختم ہونے والی دعاؤں کا سلسلہ لوگوں کی بھلائی کیلئے سینکڑوں سالوں سے جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ سبحانہ نے جو قرآن شریف میں کئی جگہوں پر فرمایا کہ قیامت کے دن کوئی سفارش نہ کریگا۔ بجز ان کے جن کو اللہ تعالیٰ اجازت دیگا اور بات ٹھیک کی ہوگی۔

تو میری عاجز رائے میں تو یہی اولیائے کرام ہونگے جو ہم تمام عاصیوں کیلئے معافی و بخشش کے خواستگار ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا کرم فرمائے۔ آمین

ایک مالی بجٹ

قادری صاحب کو جب لندن جانے کا علم ہوا کہ فیملی کے ساتھ بھی پروگرام ہے تو خوش ہوئے اور اپنی دعاؤں کے ساتھ انہوں نے ایک مناسب رقم کا بجٹ بنا کر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منظوری کے لیے پیش کیا تاکہ آرام اور آسودگی سے گزر بسر ہو۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھ کر اپنے پاس رکھ لیا جب قادری

صاحب نے اس بارے میں بتایا تو میں منتظر رہا کب عنایت ہو گی۔

میں عرض کرتا چلوں کہ میں بہت ایماندار اور فرشتہ نہ تھا۔ مجھ میں بھی خامیاں تھیں لیکن میں نے حکومت پاکستان کا ہر کام محنت و لگن سے کیا۔ دوسرے افسروں کے چھوڑے ہوئے کاموں کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ لیکن افسران بالا سے پذیرائی نہیں ہوئی۔ شاید اس سے ان کی سبکی ہوتی ہو۔ افسری یا آنا آڑے آتی ہو یا ان کے اغراض و معیار پر پورا نہ اتر سکا۔ مجموعی طور پر اللہ کے فضل سے اچھی گزر گئی۔

دوسرے عمرے کا سفر

ستمبر 1998ء میں لندن جانے کا پروگرام تھا۔ سوچا کہ لگے ہاتھوں عمرہ بھی کرتے چلیں۔ چھوٹی بہن پروین ایوب بھی ساتھ دینے کیلئے کراچی سے لاہور آئیں۔ بیٹی سارہ وحید بڑی بیٹی شازیہ فیصل اور اسکی بیٹی ماہ نور میری بیگم ہم سفری تھے۔ لواحقین نے نیک دعاؤں سے رخصت کیا۔ لاہور سے جدہ پہنچے۔ جدہ سے مکہ شریف رات کے دو بجے پہنچے۔ سامان ہوٹل میں رکھ کر حرم شریف میں عمرہ کیا۔ نواسی ماہ نور جو چار سال کی تھی۔ اُس نے رات بھر جاگنے کے باوجود بڑی ہمت سے عمرہ ادا کیا۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر ہوٹل میں دیر تک سوتے رہے۔ مکہ شریف میں ایک دو اور عمرے کئے اور مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا۔

مدینہ شریف کو روانگی

مکہ شریف سے بس میں مدینہ شریف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک وجدانی

کیفت طاری ہوگئی۔میں نے اونچی آواز میں چند نعت شریف پڑھی۔کچھ دیر بعد نیند آگئی۔میں دیکھا کہ بڑے بھائی عبدالمجید جن کی طبیعت کچھ خراب رہا کرتی تھی۔ تندرست نظر آئے ان کی گود میں ایک بچہ جو پوتا لگا یعنی عاصم مجید بھی مسرور نظر آئے۔ مدینہ شریف پہنچ کر بھائی صاحب کو فون پر خواب سے مطلع کیا۔جس سے وہ خوش ہوئے۔رسول پاک ﷺ کے صدقے اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے خواب کی دونوں باتیں پوری ہوئیں۔

دربار شریف پر حاضری

میری فیملی روضہ رسول ﷺ کے حضور اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتی رہی۔سلام اور درود شریف کا عمل جاری رہا۔میں نے اپنی معروضات حضور پُر نور کی خدمت عالیہ میں پیش کی۔حضور ﷺ کی آواز مبارک کان میں آئی کہ اللہ تعالیٰ بڑے ارحم الراحمین ہیں یعنی حضور ﷺ نے اسی بات کی تصدیق فرمائی جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ قبل لاہور میں ناچیز کو فرمائی تھی۔جس کا ذکر "بزرگوں کی زیارت" کے عنوان سے کیا ہے۔میں نہیں جانتا یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔

مالی بجٹ کی منظوری

مدینہ شریف قیام کے دوران ایک اور موقع پر رسول مقبول ﷺ نے زیارت سے مستفیض فرمایا۔دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک استادہ جگہ پر تشریف

فرما ہیں۔ آپ ﷺ کے سامنے قدرے نیچی جگہ پر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نہایت ادب سے دوزانو بیٹھے ہیں۔ کچھ پیچھے ہٹ کر قادری صاحب کھڑے ہیں۔ قادری صاحب کے پیچھے قریب ہی بندہ عاجز کھڑا ہے۔ اتنے میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کاغذ جس میں قادری صاحب نے مالی بجٹ بنایا تھا۔ رسول کریم ﷺ کی خدمت علیہ میں پیش کیا، رسول کریم ﷺ نے دیکھا اور پاس کر کے واپس حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو دیدیا۔ میں عنایت پر جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ سب حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازیوں کے طفیل ہیں، ورنہ من آنم کہ من دانم!

یہ سب حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور رحمت اللعالمین ﷺ کی عنایات ہیں کہ زندگی خوش اسلوبی سے چل رہی ہیں حالانکہ بندہ نے عبادت میں زیادہ محنت نہیں کی۔ بس حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جمعرات کے دن مختصر سی حاضری رہی ہے اور پھر کرم ہی کرم ہے۔

خانہ کعبہ میں جمعہ کی نماز

مدینہ شریف کی نعمتوں سے مالا مال ہوکر بذریعہ بس مکہ شریف پہنچے۔ جمعہ کا دن تھا۔ مسجد الحرام زائرین سے بھری ہوئی تھی، حضرت امام صاحب خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک حیرت انگیز منظر آنکھوں کے سامنے تھا کہ خانہ کعبہ شریف کے غلاف کے اوپر حصہ میں جہاں پر آیات مبارکہ مرقع ہیں۔ چاروں طرف نور کی روشنی کی لہریں سرچ لائٹ کی طرح پھیل رہی تھیں۔ یہ منظر تقریباً دو تین منٹ رہا۔ میں حیرت سے یہ سب

دیکھتا رہا۔ پتہ نہیں کہ دعائیں مانگیں یا نہیں۔ شاید کچھ درود شریف پڑھا۔ زائرین پر نظر ڈالی تو ایسا لگا وہ ادب اس واقعہ سے بے خبر ہیں اور خاموشی سے خطبہ سن رہے تھے۔ میں بھی اس حالت پر گومگو تھا کیونکہ میں اپنے تئیں اس خاص عنایت کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔ آکسفورڈ پہنچنے کے قریباً ایک ماہ بعد میری بھابی صاحبہ مسز تسنیم مجید نے مطالعے کیلئے ایک کتاب فضائل نماز کے بارہ میں بھیجی۔ جسکو پیر عبدالطیف خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے۔ اسکے صفحہ 703 پر یہ تذکرہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے اپنی ایک خادمہ کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت انکو مطلع کریں کہ وہ قبلہ مبارک سے نکلتی ہوئی نور کی روشنی سے مستفیض ہوں۔ یہ تحریر پڑھ کر عاجز کو اس واقعہ کی صداقت کا یقین ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن حکیم میں خانہ کعبہ کو ہدایات اور نور فرمایا ہے۔

وہی نپٹے گا میری فکر کے سناٹوں کو
بت کدوں میں جو انسان کو بسا دیتا ہے
(احمد ندیم قاسمی)

بندہ عاجز پر اللہ تعالیٰ کا یہ لطف و کرم حیرت کی بات ہے جس کے بارے میں لوگوں کا عام خیال ہے کہ بے فکر آزاد منش اور گانے کا رسیاء ہے۔

پرس کی چوری

میں بیگم اور بیٹی کیساتھ آکسفورڈ 1998ء میں پہنچا۔ دو سال مقیم رہا۔ جہاں پاکستانی لڑکوں اور لڑکیوں کی خاصی تعداد زیر تعلیم تھی۔ تقریباً ان سب کا رجحان اسلام کی طرف مائل تھا۔ دینی تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ طالب علموں کو پڑھائی

میں سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔میری بیٹی کالج کی کلاسوں کے بعد لائبریری میں بیٹھی ایک دوسری میز پر اپنی کلاس فیلوز کے پاس گئی ۔اپنا پرس میز پر چھوڑ کر واپس آئی تو پرس غائب تھا۔پاس بیٹھی ایک انگریز طالبہ نے بتایا کہ دو نیگرو لڑکے آئے تھے اور پرس اٹھا کر چلے گئے اور اس لڑکی نے کہا کہ میں نے پولیس کو مطلع کر دیا ہے۔بیٹی نے جب گھر آ کر واقعہ بتایا تو میں بہت پریشان ہوا کہ یہاں ہماری واقفیت بھی نہیں اگر کل کوئی اور واقعہ پیش آیا تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔انہی خیالات میں مغرب کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھا تھا اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دھیان کیا۔ایک عجیب نظارہ تھا، دیکھا کہ ایک حبشی نژاد بزرگ دوزانو بیٹھا جو قطب انگلستان ہے، ہاتھ جوڑ کر داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے معافی مانگ رہا ہے۔میں ایک طرف کھڑا ہوں۔کبھی وہ میری طرف دیکھتا ہے اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کر رہا ہے۔میں ڈر کے مارے بالکل خاموش ہوں۔ اور یہ سنائی دیا کہ قطب صاحب، حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ رہے تھے کہ مجھے چوبیس گھنٹے کی مہلت دیں۔جو بیٹی کا نقصان ہوا ہے۔پورا کر دونگا۔

اس کے اگلے دن مغرب کے وقت ایک انڈونیشین لڑکی جو میری بیٹی کی کلاس فیلو تھی، اُس کا فون آیا کہ سارہ تمہارا پرس پولیس کو مل گیا ہے، جو میں اور بیگم اگلے دن پولیس اسٹیشن سے لے آئے۔تعجب ہوا کہ پولیس والے بڑے خوش اخلاق اور تعاون کرنے والے تھے۔برعکس یہاں پاکستان میں اگر پولیس آجائے تو ستی گم ہو جاتی ہے۔

میرا رابطہ قادری صاحب سے فون پر رہتا تھا اور بقول قادری صاحب کے انکی ملاقات داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ہوتی رہتی ہے۔قادری صاحب نے جب

پرس کا معاملے کا ذکر کیا۔تو حضرت داتا گنج صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' کہ انگلستان کے قطب کو معلوم ہونا چاہئے کہ وحید کی فیملی ہماری معتقدین میں ہے۔اب دیکھیں اسے (قطب کو) غضب سے کون بچاتا ہے'' اسکے بعد مجھے محسوس ہوا کہ انگلستان کے قیام کے دوران کوئی غیر مرئی طاقت میری بیٹی کی حفاظت کر رہی ہے۔

عاصم مجید کی عیادت

میرا بھتیجا عاصم مجید ماشاء اللہ صحت مند نوجوان ہے اور آج کل ایڈیشنل کو الیکٹرک کسٹم ہے 2000ء میں انکو انگلستان کی برائٹن یونیورسٹی سیکش کا سکالرشپ ملا۔انکی ڈاکٹر بیگم بھی ان کے ہمراہ گیئں ۔کچھ عرصہ بعد عاصم بیمار ہو گئے اور ہسپتال میں دو ہفتے رہے۔لیکن ڈاکٹرز بیماری کی تشخیص نہ کر سکے۔عاصم صاحب ڈاکٹروں سے مایوس ہوکر واپس لاہور آئے۔آپ کی والدہ صاحبہ فاطمہ جناح کالج کی پرنسپل تھیں۔میں بھی ان کے گھر گیا۔حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کیلئے فاتحہ پڑھی اوردم کیا پانی عاصم کو پینے کیلئے دیا۔اگلی شام فون کیا۔تو عاصم نے بتایا کہ آپ نے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم دم کیے پانی میں ڈال دیا۔اوراب بخار اتر گیا۔یہ اللہ والوں کا کرم جو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ودیعت کیا ہے کہ مشکل سے مشکل کام انکی دعا سے اللہ تعالیٰ حل فرما دیتے ہیں اور شفاء تو ہے ہی منجانب اللہ تعالیٰ سبحانہ۔

جناب محمد صدیق قادری صاحب کا سفر حج

2000ء میں قادری صاحب اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ حج پر گئے ۔میں اس

وقت آکسفورڈ میں تھا۔ میں نے کوئٹہ قادری صاحب کو فون کیا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام اور دعا کیلئے عرض کیا۔ قادری صاحب فرماتے ہیں کہ روضہ مبارک پر سب کا سلام عرض کیا۔ جب میرا (وحید) سلام عرض کیا تو رسول مقبول ﷺ نے فرمایا "وحید ہمیں پہلے (عمرے پر) ملا تھا" قادری صاحب کہتے ہیں کہ میں کچھ ساتھیوں کا سلام عرض کرنا بھول گیا تو رسول اکرم ﷺ نے یاد دلایا کہ آپ کے فلاں فلاں ساتھی بھی میرے پاس حاضر ہوئے تھے۔ اپنے بارے میں سن کر بہت مسرور ہوا۔ کہ حضور پاک ﷺ نے اس ناچیز اور نکمے کو یاد رکھا۔ ہم تو آپ ﷺ کے احسان اور کرم کے سہارے جی رہے ہیں۔ ہماری دنیا و دین کی فلاح آپ ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے

جناب قادری صاحب کی حاضری

جناب قادری صاحب اپنے حج کی روداد سناتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ میں اپنی محترمہ زوجہ کے ہمراہ شہدائے احد کی زیارت کیلئے میدان احد میں تھا کہ ایک پولیس افسر نے مجھے بلایا اور کہا کہ آج رات روضۂ رسول اکرم ﷺ پر ملنا۔ میں وقت مقررہ جب پہنچا تو پولیس آفسر مجھے روضہ مبارک کے متصل کمرے میں لے گیا اندر داخل ہوا تو آقائے دو جہاں ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ اب جو پولیس

آفسر کو دیکھا۔ تو اسکا حلیہ بدلہ ہوا تھا یہ صاحب وہی خواج محمد ابدال رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا پچیس سال قبل کوئٹہ میں انتقال ہوا۔ خواج محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! قادری صاحب نے اپنے گھر والوں جیسا سلوک کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خواج محمد تم صحیح کہتے ہو'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیران پیر سے کہا 'عبدالقادر! کوئی مشکل کام نہ دینا ورنہ یہ سب بھول جائیگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کن کن کرامات وانعامات سے نوازتا ہے انسان کے احاطہ فکر میں نہیں آ سکتا۔ یہاں تو بریلوی صاحبان دیوبندیوں کو۔ سنی صاحبان شیعہ حضرات کو کافر گردانے سے نہیں چوکتے۔ اگر موقع مل جائے تو ایک دوسرے کی گردن کاٹنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔ حقیقت میں سب کو مصطفوی بن کر رہنا چاہئے جیسا کہ خانہ کعبہ میں سب ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

کیا بری بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اگر ہم فرقہ بندی اور گروہ بندی (جس میں لسانی صوبائی، اقرباء، پروری فروعی مسائل وغیرہ) کا شکار رہے اور آخرت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو اپنا امتی تسلیم نہ کریں تو پھر ہمارا حشر کیا ہوگا! اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے (متن یہ ہے) کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گروہ جو لوگ گروہ بندی میں منقسم ہو گئے تمہارا ان سے کوئی علاقہ نہیں۔

معلوم ہوا جو لوگ رنگ، نسل اور علاقوں کے لحاظ سے بٹ گئے ان کا رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی واسطہ نہیں!

جناب محمد صدیق قادری صاحب کی خانہ کعبہ میں حاضری

جناب قادری صاحب فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ حاضری کے دوران بہت وسوسوں نے گھیر لیا اور میں سخت پریشان ہو گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ زائرین کے ہجوم میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ میری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک طرف جنت ہے۔ جہاں پر طرح طرح کے پھول کھلے تھے۔ میں نے ادھر جانے کی خواہش ظاہری کی تو حضرت غوث پاک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا کہ یہ انبیائے کرام کا علاقہ ہے جدھر ہم نہیں جا سکتے۔

عجیب اشارے ہیں میرے ساقی کے
نہ مجھے ہوش رہا نہ میں مدہوش ہوا

زنجیروں میں جکڑنا

آج سے پانچ یا چھ سال قبل میں بیمار ہو گیا۔ اور کچھ نمازیں بھی قضا ہو گئیں۔ افاقہ ہونے کے بعد بوجہ سستی اور کمزوری کے ایک دو نمازیں فوت ہو گئی۔ یہ خیال کیا کہ بعد میں قضاء پڑھ لوں گا۔ میں ہوش میں تھا کہ ایک نظارہ دیکھا کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں صرف چل سکتا ہوں۔ دو آدمی مجھے پیچھے سے دھکیل کر آگے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں اور دو خادم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے استادہ ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے

کہا’’کہ تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی‘‘میں نے عرض کیا کہ غلطی ہوگئی ۔آئندہ کوشش کرونگا۔اس سانحہ کے بعد تیسویں سپارہ کی سورۃ’’ھمز ہ‘‘کی طرف دھیان گیا جس کی آخری آیات کی تفسیر کچھ ایسی ہے کہ دوزخیوں کو ستر گز لمبی زنجیروں میں آگ کے ستون کے ساتھ باندھ دیا جائیگا۔اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اس ضمن سپارہ 29 سورۃ الحاقہ آیت 32 بھی دیکھیں یہ حقیقت ہے کہ رسول کریم ﷺ ہر مومن پر نگاہ رکھتے ہیں اور سب کی بہتری چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز پابندی اور وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

سردار رانا شمیم کا وصال

سردار شمیم بلاک جے ماڈل ٹاؤن کے رہائشی تھے۔بڑے متین اور ملنسار قسم کے انسان تھے۔ان کی سب کے ساتھ یاد اللہ تھی۔صاحب ثروت ہونے کے باوجود غرور تکبر نام کو نہ تھا۔میری بھی ان سے صاحب سلامت تھی۔سنا ہے کہ اوائل عمر بڑی بے فکری میں گزاری لیکن بعد میں یکلخت صوم وصلوۃ کے پابند ہوگئے۔جوانی میں ہی انتقال کر گئے۔جس کا اہل محلّہ کو بہت افسوس اور دکھ ہوا۔انتقال کے بعد میں نے سردار صاحب سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا،جواب آیا۔" کہ یار ہم بڑے ڈر رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں"

یمن میں قیام

میرا بڑا داماد فیصل اعجاز یمن گورنمنٹ کی آئی۔ٹی کمپنی میں چیف ایگزیکٹو کے

عہدے پر متعین تھا۔اسکی خواہش تھی کہ میں اور میری بیگم یمن آئیں ۔ماشاءاللہ فیصل اعجاز بنیادی طور پر محنتی اور ایماندار شخصیت کے مالک ہیں ۔یوگنڈا اور سوڈان بھی اعلیٰ عہدوں پر کام کر چکے ہیں ۔آجکل پنجاب ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کے چیئر مین ہیں ۔یمن کے دارالخافہ الصناء میں رہائش تھی۔

ابراہہ کا گرجا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ دن پہلے غالباً چالیس روز قبل کا واقعہ ہے کہ یمن کے گورنر ابراہہ نے الصناء میں ایک خوبصورت گرجا بنایا۔جو اندرون شہر واقع تھا اور لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ بجائے خانہ کعبہ کی زیارت کو اسکے بنائے ہوئے گرجے میں آئیں ۔معتقدین کعبہ کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور موقع پا کر گرجے کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ابراہہ نے انتقاماً خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا۔ایک جم غفیر فوج لیکر خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کیلیئے چڑھائی کی لیکن اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بھیج کر اسکی فوج کو تہس نہس کر دیا۔

ہم نے اندرون شہر جا کر تباہ حال گرجے کا جائے مقام دیکھا۔اب اس جگہ پر ایک چار دیواری ہے،اسکے اوپر لوہے کا جنگلہ ہے اور ویرانی ہے۔

مسجد حضرت علی رضی اللہ عنہ

الصناء میں حضرت علی وجہہ کی بنائی مسجد ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے وقت کا بنا ہوا پچیس فٹ مینارہ اپنی اصلی حالت میں استادہ ہے۔پوری فیملی کے ساتھ وہاں نماز پڑھی

اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ مسجد علی رضی اللہ عنہ سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک بہت وسیع مسجد ہے جس کے تین اطراف اندر کی جانب کشادہ چھتا ہو برآمدہ ہے۔ جس میں ہر عمر کے لوگوں کا ایک بڑا گروہ قرآن حکیم کی تلاوت تفسیر اور اسلامی تعلیمات حاصل کرنے میں مصرف عمل دیکھا۔ مجھے تو روحانی یونیورسٹی لگی۔ بڑا روح پرور منظر تھا۔ مجھ پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری

میری اور بیگم کی بڑی خواہش تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دیجائے۔ میرا داماد فیصل اعجاز اس کار خیر کی انجام وہی کیلئے تیار ہوگیا۔ قرنی موضع الصناء کے جنوب میں تقریباً ڈھائی سو کلومیٹر کے فصلے پر ہے۔ سعودعربیہ کی سرحد بھی قرنی کے قریب ہے۔ چینی انجینئرز نے پہاڑ کو کاٹ کر بڑی مہارت سے سڑک کی تعمیر کی۔ سڑک کافی پیچ وبل کھاتی ہے ۔ایک ایکسپرٹ ڈرئیور ہی گاڑی چلاسکتا ہے۔ میری بیوی صاحبہ کو بلڈ پریشر کا عارضہ ہے۔ ان کا سفر کرنا مشکل تھا۔ فیصل اعجاز میں اور انکا ڈرائیور ایک جمعہ کی صبح چھ بجے نسان پٹرول کروزر میں روانہ ہوئے۔ فیصل اعجاز نے کوئی ساڑھے پانچ گھنٹے کی ڈرائیو کی۔ تب اس مقام پر پہنچے جہاں مزار اقدس حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نشاندہی تھی کہ مزار بائیں ہاتھ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ میں یہاں بتادوں کہ فیصل کا یمن میں دوسال کی نوکری کا کنٹریکٹ ختم ہونے کو تھا۔ اسی موڑ پر فیصل اعجاز کو موبائل فون پر کال آئی کہ اس کی یوگنڈہ میں پوسٹنگ کی آفر آگئی ہے۔ میں تو اسے حضرت قرنی رضی اللہ عنہ کی نظر کرم ہی کہوں گا کہ حاضری

سے پہلے ہی نوکری کا بندوبست ہوگیا۔ پتہ نہیں کہ اللہ والوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا کیا انتظام ہے کہ عرض کرنے سے پہلے ہی کام ہوجاتا ہے۔ ماشاءاللہ! سبحان اللہ

مین روڈ سے مزار تک کچی سڑک ہے۔ مزار شریف سے پانچ سو گز کے فاصلہ پر مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے۔ وہاں وضو کیا اور حضرت قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ عام طور سے مزار شریف کا دروازہ مقفل ہوتا ہے لیکن حسن اتفاق سے وہ کھلا ہوا ملا۔ دوزانو ہوکر درود شریف اور فاتحہ پڑھی۔ تقریباً دس منٹ تک کسی قسم کا احساس نہیں ہوا۔ اسکے بعد محسوس ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نظر کرم فرمائی۔ میں نے ایسا خیال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مستغرق رہتے ہیں اور کسی چیز کا دھیان شاذونادر ہی ہوتا ہوگا۔ اتنے میں مسجد سے جمعہ کی اذان ہوئی۔ ہمیں تھوڑا ہی وقت بیٹھے کو ملا۔ جو ایک سرمایہ حیات ہے اور بہت اطمینان ہوا کہ ایک دیرینہ خواہش اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔

مسجد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور قبر مقدس

جمعہ کی نماز کیلئے ہم مسجد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پہنچے۔ ایک پرانی وضع کی چھوٹی سی مسجد میں تقریباً پچاس یا ساٹھ نمازی آسکتے ہیں۔ فرش بھی ٹوٹا ہوا اور ناہموار ہے۔ ایک پرانا پنکھا جس کی ہوا بھی کم تھی۔ سخت گرمی تھی۔ میرا پورا لباس پسینہ سے شرابور ہوگیا۔ میری حالت دیکھ کر فیصل گھبرا گیا، نماز سے فارغ ہوکر جلدی سے باہر نکلا۔ مسجد کے باہر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قبر جو زمین کے لیول پر ہے۔ قبر شریف کی نشاندہی ایک اینٹ کی قطار سے کی گئی۔ فاتحہ پڑھی۔ موضع قرنی

ایک چھوٹا گاؤں ہے۔ تقریباً سب مکان کچے ہیں۔ عوام غریب معلوم ہوتے تھے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اقدس پر

قرنی کے لوگوں نے بتایا کہ حضرت قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار سے صرف سو گز کے فاصلہ پر شاہ صاحب کے مزار کا ذکر کیا۔ بتایا کہ یہ بادشاہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ حیرت ہوئی اور خوشی بھی۔ وہاں پہنچے سخت گرمی کی وجہ سے ائیر کنڈیشنڈ جیپ سے اترنے میں رکاوٹ ہو رہی تھی۔ پھر سوچا کہ اتنے بڑے بزرگ ہیں۔ فوراً اترے، فاتحہ اور عرض کی، پتہ نہیں تھا کہ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد اقدس ہے۔ ہم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے سلام پیش کرتے ہیں۔ کان میں ندا آئی ''کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں اور بہت بڑا مقام ہے اور آپ جس کام سے آئے ہیں وہ پورا ہو گیا'' یعنی فیصل اعجاز کی پوسٹنگ۔ وہیں سے کوئٹہ قادری صاحب کو فون کیا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا ''کہ اس میں کیا شک ہے کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا مقام ہے''۔ فیصل اعجاز پہاڑی سڑک پر ڈرائیو کرتے شام کو الصناء پہنچے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔ کہ ایک ہی سفر کے دوران بہت بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

حج کا سفر

ریٹائرمنٹ کے بعد خواہش تھی کہ حج کا فریضہ ادا کیا جائے۔ 2005ء میں اس کی تحریک دل میں اٹھی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کان میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی آواز محسوس ہوئی ''کہ انشاء اللہ اگلے سال اکٹھے حج کریں گے'' دل کو قدرے اطمینان ہوا۔ اگلے سال 2006ء میں بیگم کو عائشہ بیٹی کی ہاں زچگی کے سلسلے میں امریکہ جانا پڑا اور حج کی آخری سرکاری تاریخ تک انکی واپسی نہ ہوئی۔

بحر حال مشکل سے ریزریشن ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حج پیکج میں مکہ شریف قیام عزیزیہ میں ہے، ریزروشن کینسل کروائی۔ کراچی کی ایک پرائیویٹ کمپنی میں ریزروشن ہوگئی۔ جنہوں نے رہائش کا انتظام مدینہ شریف اور مکہ شریف کے متبرک مقامات کے بالکل متصل کر دیا۔

برادر نسبتی کیپٹن شاہد نصیر اور بڑے داماد فیصل اعجاز جو سوڈان میں مقیم تھے۔ وہ لاہور آئے۔ تا کہ حج ہم سفر ہوں۔ چونکہ میرے گھٹنوں میں درد تھی اور ان لوگوں نے حقیقتاً بیساکھی کا کام دیا۔ اللہ تعالیٰ انکو اس کار خیر میں مددگار ہونے کا صلہ دے۔ لاہور سے کراچی اور کراچی سے مدینہ شریف پہنچے۔

مسجد نبوی پہنچ کر ادھر ادھر دیکھتا رہا کہ شاید زائرین کے ہجوم میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نظر آجائیں۔ جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گزشتہ سال فرمایا تھا کہ اکٹھے حج کریں گے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ میرے دل میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہونے کا ایک انجانا ڈر رہا۔ اس لیے روضہ مبارکہ کے سامنے حاضر ہونے سے کتراتا رہا۔ بہرحال ڈرتے ہوئے مسجد نبوی کے اندر کے حصے سے جہاں سے گنبد خضرا کا نظارہ ہوسکتا ہے۔ دوزانو ہو کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ فاتحہ کے بعد اپنے سب رشتہ داروں اور متعلقین کا سلام عرض کرنا شروع کر دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنبد خضرا میں تشریف فرما ہیں اور سب کا سلام سن رہے ہیں۔

جب میں نے اپنے بھتیجے عاصم مجید کا سلام عرض کیا۔تو'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعلیکم السلام کہا'' اسکے بعد میں محمد صدیق قادری صاحب کا سلام عرض کیا تو دیکھا قادری صاحب بھی حاضر خدمت ہو گئے ۔اور ان کے پیچھے میں تھا اور اسی وقت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ،رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں ہاتھ موجود ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذرا زور دیکر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا'' کہ قادری صاحب کا کام کرو اور پھر قدر آہستہ فرمایا کہ وحید کے بھی'' یہ حالات دیکھ کر کچھ ہمت کر کے عرض کی'' کہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک وعدہ کیا تھا'' یک لخت دیکھا کہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں ہاتھ تشریف فرما ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا''توں اینہاں نال کوئی وعدہ کیتا سی'' غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا''ہاں جی'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذرا زور دیکر فرمایا'' تے فیر پورا کر''۔

میں اس کرم نوازی اور عنایت پر حیران و پریشان تھا۔کیونکہ میں اپنے آپ کو اس کرم کے ہرگز لائق نہیں سمجھتا تھا۔پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمتہ للعالمین ہیں اور میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم وعنایت کا معراج تھی۔میں نے اگلے دن مدینہ منورہ سے کوئٹہ قادری صاحب فون کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے انکی ملاقات ہوئی ،تو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ۔تو نے کسی کو (مدینہ شریف) بھیج دیا۔ماشاءاللہ قادری صاحب بھی بڑے ہوشیار ہیں۔سمجھ گئے کہ یہ اشارہ وحید کی طرف ہے اور کہا میں کب آپ کو بھیجا ہے۔حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا" کہ رسول کریم ﷺ نے کافی سخت تنبیہہ فرمائی ہے"

بالا بیان کردہ صورت کے بعد مجھ پر یہ آشکارہ ہوئی کہ مختلف کاموں اور علاقوں کے لیے حضور کریم ﷺ نے اولیا کرام کو انجام دہی کے لیے اپنا گورنر مقرر فرمایا ہے کہ ضرورت مندوں کی دادرسی فرمائیں اور رب العالمین تو غفور الرحیم ہیں۔اس کرم نوازی کے بعد اس سے بڑھ کر امید رکھنا عبث ہے بس خواہش ہے تو یہ ہے کہ آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت بھی ہو اور دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ بچائے۔آمین! یہ ہے مدینۃ الرسول کا مبارک سفر۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اللہ تعالیٰ کے ارشادت

آپ خلق عظیم ہیں،آپ ﷺ رؤف رحیم ہیں،آپ ﷺ سراج منیر ہیں، آپ ﷺ بشیر ونذیر ہیں ،آپ ﷺ سب پر گواہ ہیں،آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت ہیں۔(المائدہ۔آیت 15)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحر بے کراں کیلئے

داڑھی کا رکھنا

ہمارا مدینہ شریف میں گیارہ دن قیام رہا اور اس دوران میں نے شیو نہیں کی۔

مکہ شریف روانگی سے قبل میں نے شیو کرنے کی تیاری کی۔بیگم صاحب نے فرمایا کہ یہ تو منافقت ہے کہ مدینہ شریف میں تو داڑھی رہی۔اب مکہ شریف جانے لگے ہو تو شیو کر رہے ہو۔یہ بات میرے دل کو لگی اور میں نے داڑھی رکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

مکہ شریف میں آمد

مدینہ شریف میں تھے کہ ذوالحج کے چاند کا اعلان ہوا اور یہ کہ حج اکبر ہوگا۔ بہت خوشی ہوئی۔حج اکبر کی وجہ سے مقامی اور قریب ملکوں کے عرب باشندوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اعداد وشمار کے مطابق زائرین کی تعداد 35 لاکھ سے تجاوز کر گئی۔لیکن حج والے ہی دن عراق کے صدر صدام حسین کو پھانسی ہی دینی تھی تو بہتر تھا کہ کسی اور دن کا انتخاب کیا جاتا۔

حج کے تمام ارکان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے باحسن وخوبی انجام پائے۔شاہد نصیر اور فیصل اعجاز کے تعاون سے کوئی وقت یا پریشانی محسوس نہیں ہوئی۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین!

فیصل اعجاز نے بتایا کہ اس نے اپنی بیگم شازیہ اعجاز یعنی ہماری بیٹی کو خانہ کعبہ کے قریب دیکھا۔حالانکہ شازیہ سوڈان میں تھی۔شاید جن سے نسبت اور محبت ہو اللہ تعالیٰ ایسے منظر دکھا دیتے ہیں۔کچھ سال قبل میری چھوٹی بہن پروین ایوب نے حج کے موقع پر اپنے مرحوم والد کو دیکھا۔ایسا کم سہی کیوں ہوتا ہے۔اس کی توجیہہ علماء کرام ہی بتا سکتے ہیں۔

شاتم سلمان رشدی

میری بیٹی سارہ وحید کیساتھ ایک دوسرے لڑکے علی عباس کو بھی روہوڈ سکالر شپ ملا۔ وہ اپنی بیوی کے ہمراہ آکسفورڈ آیا، اس سے اچھے فیملی تعلقات ہو گئے۔

علی عباس نے مجھ بتایا کہ لندن میں ایک سیمینار کا انعقاد ہوا ہے جس میں دنیاکے چند سربراہان جن میں روس کے گوربا چوف اور دوسرے زعماء شامل تھے۔ انگلستان کی یونیورسٹیوں سے منتخب طلباء کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس لسٹ میں اسکا بھی نام تھا۔ جو ایک اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ کہنے لگے جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ سٹیج پر شاتم سلمان رشدی بیٹھا ہے اور میرا پارہ چڑھ گیا۔ میں نے بلند آواز سے کہا مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہاں رشدی کو بھی بلایا گیا ہے۔ لہٰذا میرا نام اس لسٹ سے کاٹ دیا جائے اور میں واک آؤٹ کر گیا۔ جب یہ واقعہ سنا تو میں نے کہا۔ بیٹا علی عباس تم نے اللہ کے فضل سے آخرت کا سامان کرلیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ لندن میں ایک کتاب کی رونمائی کی تقریب میں ہوا۔ کتاب میں مختلف رائٹرز کے مضامین شامل تھے۔ ڈائس پر تین رائٹر بیٹھے تھے جن کے مضامین کتاب میں شامل تھے۔ ان میں ایک خبیث سلمان رشدی تھا۔ فروخت کے وقت وہ کتاب پر آٹوگراف دیتے تھے۔ میری بیٹی سارہ وحید نے بھی کتاب لی۔ دو رائٹر نے تو اس پر آٹوگراف دیئے جب رشدی کی باری آئی۔ تو میری بیٹی نے سختی سے کہا تمہاری ضرورت نہیں۔ سلمان رشدی دنیا میں بدبخت۔ بے دین اور بدفرجام (جس کا انجام بخیر نہ ہوا) تو ہی اور آخرت میں جو اسکا حشر ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے دنیا کی بھلائی صرف آپ ﷺ سے عقیدت اور محبت سے ہے اور اسکے لئے اللہ کے احکام کی پیروی شرط ہے۔

بولو رام

ریٹائرمنٹ کے کچھ سال بعد مالی حالت کی تنگی کا مسئلہ آیا اس سلسلہ میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عرض کی۔ مالی حالت میں تو اپنا بولو رام ہو رہا ہے۔ ندا آئی "کہ ہم اللہ اور رسول مقبول ﷺ کے ماننے والے ہیں ہمارا بولو رام نہیں ہوگا" دل کو تسلی ہوئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ گزران بہتر ہوگی اور اس کی کرم نوازی ہے کہ خوش اسلوبی سے وقت گزر رہا ہے۔

برادر نسبتی خالد نصیر کی فوتگی

جناب خالد نصیر میری بیوی صاحبہ کے سب سے بڑے بھائی تھے۔ نہایت نفیس، ملنسار اور نیک صفت انسان تھے۔ کسی انسان کو انکی بدخوئی کرتے نہیں دیکھا۔ وہ جائنٹ ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ ریٹائر ہوئے۔ صاحب فراست ہونے کے ساتھ ان کا ادب کی طرف میلان طبع قدرے لگاؤ ہو گیا۔ اس معاملے میں میری ان سے گاڑھی چھنتی تھی، اعانت سے میرا بھی ادب سے قدرے لگاؤ ہو گیا۔ اس معاملے میں ان کو اپنا استاد تسلیم کرتا ہوں۔

لیکن چالیس سال کی مسافت کے باوجود روحانی خیالات میں ہم آہنگی نہ ہو سکی۔ خالد کہتا تھا کہ اصل نیکی، بیمار ضرورت مندوں اور یتیموں کی مدد کرنا ہے۔ اس

نے دو یتیموں اور بے آسرا لڑکیوں کی پرورش کی اور مناسب جگہ شادی بھی کرائی۔ میں اس کی ان باتوں اور کارخیر کے کاموں کی انجام دہی کو مستحسن مانتا ہوں۔ پھر خالد مجھ سے کہتا بھائی جان آپ کو مزاروں پر جانے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ پھر خود ہی کہتا کہ اگر آپ کو سکون اور اطمینان ملتا ہے تو ٹھیک ہے میں جواب دیتا کہ کچھ ایسا ہی ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ اسکی طبعی حیات تک متنازع رہا۔

خالد نصیر الدین کی وفات 2008ء میں ہوئی۔ برادرانہ دوستانہ تعلقات کی بناء پر بہت قلق ہوا۔ مدفن کے وقت میں قبر کی طرف دھیان کیا تو محسوس ہوا سوال وجواب کا معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہوگیا۔ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہنے لگے (مخاطب غالباً فرشتے تھے جو میری نظروں سے اوجھل تھے) میرے سے اور کیا پوچھتے ہو۔ بھائی جان (وحید) آپ کی بات اور ہے۔ آپ تین گھنٹے کیلئے حضرت داتا صاحب گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر جاتے ہیں اور اپنے سارے کام کرا لیتے ہیں۔ اتنے میں دوسرے لوگ تدفین سے فارغ ہوئے اور مجھے آواز دی اور واپس چلنے کو کہا اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوسری دنیا میں پہنچنے کے بعد انسان کو حقیقت کا ادراک ہوجاتا ہے۔ جس مسئلہ کا حل چالیس سال تک نہ ہوسکا۔ وہ منٹوں میں ہوگیا۔ واللہ اعلم بالصواب

وہ سونی کر گیا بزم عزیزاں
وہ رونق تھا ، آسرا تھا

حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ

میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ واقعات جس طرح سے ہوئے، ان کو اُسی ترتیب سے عرض کروں لیکن جب غور کیا تو کئی واقعات یادداشت سے محو ہو گئے۔ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ جو اُس وقت میرے ذہن پر پوری طرح چھائے ہوئے تھا۔

اسسٹنٹ انجینئر کے ابتدائی دنوں غالباً 1961ء کا ذکر ہے، میں نے اولیاء کرام اور انبیاء کرام کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا۔حضرت داؤد علیہ السلام، بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر اور بادشاہ ہوئے ہیں، آپ علیہ السلام حضرت سلمان علیہ السلام کے والد ہیں۔حضرت داؤد کے بارے میں مؤلف کتاب انبیاء کرام میں لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام کو ایک فوجی افسر کی بیوی پسند آ گئی تو آپ علیہ السلام نے افسر کو ایک مشکل مہم پر بھیجا جہاں وہ شہید ہو گیا۔اس طرح آپ علیہ السلام نے اس فوجی افسر کی بیوی سے شادی کر لی۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس فوجی افسر کی قبر پر گئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے شہادت کی وجہ سے بہت انعام سے نوازا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے اُس افسر کو بتایا کہ میں نے تمہیں اس مشکل مہم پر اس لیے بھیجا تھا کہ تم شہید ہو جاؤ اور میں تمہاری بیوی سے شادی کر لوں اور مجھے اس اقبال جرم پر معاف کر دو۔شہید افسر یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا اس واقعہ کو پڑھ کر میرے دل اور دماغ پر بہت گہرا اثر ہوا اور سخت کرب کی حالت میں تھا کہ ایک جلیل القدر پیغمبر

سے ایسی بات کیسے ہوسکتی ہے جو کہ ایک عام مسلمان کے لئے بھی باعث ندامت ہے۔ میں پورے ایک دو دن اس کشمکش میں مبتلا رہا۔

میری ایک ورک سائٹ ملیر کراچی نزدیک دینی مدرسہ مفتی محمد شفیع صاحب تھی۔ جہاں بس کا آخری سٹاپ تھا۔ میں بس کے درمیانی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ سب سے پچھلی پوری سیٹ پر ایک درمیانی عمر کا معزز باریش آدمی واسکٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن میں نے کچھ خیال نہیں کیا۔ آخری بس سٹاپ آنے سے پہلے اس محترم آدمی نے اپنے آپ سے قدرے اونچی آواز میں کہنے لگا۔

"کہ وہ جو داؤد علیہ السلام کا واقعہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن علیہ السلام کو معاف کر دیا۔"

میں نے پلٹ کر نہیں دیکھا اور انجان بنا رہا۔ لیکن میرے کان پوری طرح سے آواز کی طرف متوجہ تھے۔ میں نے اس کو تائید غیبی سمجھا کہ ایک انجان شخص جس سے میرا کلام بھی نہ تھا مشکل کا حل مل گیا اور دل و دماغ پر جو بوجھ تھا یکسر ختم ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کرم نوازی ہے کہ ذہنی خلفشار سے رستگاری ملی۔

افک کا واقعہ

اکثر پڑھے لکھے حضرات اور کچھ مولوی صاحبان بضد ہیں کہ علم غائب صرف اللہ تعالیٰ جل **شانہ** کو ہے۔ اور مختلف آیات مبارک کا حوالہ دیتے ہیں۔ اپنے اس موقف کی تائید میں توجیہہ پیش کرتے ہیں کہ واقعہ افک کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تقریباً ایک ماہ تک حقیقت کا علم نہ ہوا۔ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی

حکمت ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس بارے میں استفار کیا تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سب غلط اور بہتان ہے۔اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تسلی ہوگئی کیونکہ ان رضی اللہ عنہ کو پورا یقین تھا کہ "صدیق" کی بیٹی جھوٹ نہیں بول سکتی اور یہی سچ ہوا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ، نے آپ رضی اللہ عنہا کی برات اور تقدس میں بیس آیات نازل فرمائیں۔

علماء کرام کے نزدیک حدیث شریف کا آدھا علم آپ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔صحابہ کرام اسلام کے مسائل کے بارے میں ڈرتے ڈرتے آپ سے پوچھتے تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے وضو فرماتے تھے۔تو ان پر کپکپاہٹ طاری تھی۔

میں کیا عرض کروں! چھوٹا منہ اور بڑی بات۔مجھ ناچیز پر تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسان عظیم ہے کہ میرے پاس الفاظ نہیں کہ شکریہ ادا کر سکوں۔کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے کہ میں کمرے میں بیٹھا تھا۔دیکھا مغرب کی طرف گھر کے قطعہ گھاس پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ۔مناسب بلندی قامت۔سفید لباس میں سر سے پاؤں تک ملبوس ہیں۔پورے ہاتھ ڈھکے ہوئے ہیں۔نورانی چہرہ دمک رہا تھا اور ناچیز کی طرف مادرانہ شفقت سے دیکھ رہی تھیں۔یہ نظر کرم میری زندگی کا سرمایہ ہے۔میں اس کرم کے کہاں تھا قابل، حضور کی بندہ پروری ہے۔

"نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں"(سپارہ نمبر 21 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 6)

علم غائب کے بارے میں۔قرآن حکیم کے حوالہ جات سے ان شاء اللہ ایک الگ عنوان سے ذکر ہوگا۔

جناب والد صاحب کی تشریف آوری

تین چار سال پہلے کی بات ہے کہ میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ محترم والد صاحب جن کا وصال پچیس سال قبل ہوا تھا۔میرے گھر کے لان میں ایک طرف سے گزرے اور پھر واپس لوٹے۔میں نے محسوس کیا کہ غالباً والد محترم مجھ سے خوش ہیں۔ قرآن حکیم میں متعدد مقام پر والدین کی تابعداری اور تعظیم کی بڑی تلقین فرمائی ہے۔جو بڑی خیر و برکت کی نوید ہے۔

حضرت والد صاحب کا دیدار کیوں ہوا اسکی میرے پاس کوئی توجیہہ نہیں۔دین اسلام کے بارے میں میرا مطالعہ واجبی سا ہے۔البتہ علماء کرام اس بارے میں بہتر جواز پیش کر سکتے ہیں۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

تلاوت قرآن شریف کے ثمرات

اللہ کے فضل سے میری تینوں بیٹیاں نماز کی پابند ہیں۔ بڑی بیٹی شازیہ فیصل کو دینی علم حاصل کرنے کا خصوصی شوق ہے۔ یوگنڈا کے قیام کے دوران مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کا گھر میں سلسلہ شروع کیا تھا۔ بقول بیٹی گھر میں کام کرنے والی دو خواتین کو کلمہ توحید پڑھا کر مسلمان بھی کیا۔ تاکہ سیدھی راہ پر گامزن ہوں۔

"آگے تیرا بھاگ سسی اے"

درود شریف اور سورۃ یٰسین ومزمل کی تلاوت انکی ترجیحات میں ہیں۔ اور مشکل حالات میں آیت کریمہ کی پڑھائی پر زور دیتی ہیں۔

اس کیلئے چونکہ محنت اور زیادہ وقت درکار ہے۔ میں اس کار خیر میں تھوڑا سا وقت دینے کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن بچیوں کا قرآن حکیم کی طرف میلان کم ہے۔ البتہ بیگم صاحبہ قرآن شریف کی تلاوت باقاعدگی سے کرتی ہیں۔

سوچا اب چونکہ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے ہیں۔ پورے قرآن شریف کی تلاوت کر کے اپنے مِلک کروں۔ تاکہ وفات کے بعد اسکا ثواب حاصل کر سکوں۔ میں نے دل جمعی سے قرآن حکیم پڑھا۔ تسکین اور اطمینان ہوا۔ خواب میں برادر نسبتی مرحوم خالد نصیر آئے۔ جن سے کافی وابستگی تھی۔ کہنے لگے، بھائی جان آپ نے قرآن بہت اچھا پڑھا۔ بیدار ہونے پر احساس ہوا کہ قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب چاہتے ہیں۔

غالباً اگلے ہی رات سب سے بڑے بھائی صاحب بھائی عبدالحمید خاں اور

بڑی بہن مرحومہ ثریا محمد علی خواب میں آئے اور کہا قرآن شریف پڑھ کر سناؤ۔میں سورۃ والتین کی تلاوت کی تو بہت خوش ہوئے۔

ان واقعات کو دیکھ کر میں نے قرآن شریف پڑھنے کا ثواب اپنے سب مرحومین لواحقین کو دیا۔اب پتہ نہیں کہ میری وفات کے بعد اسکا ثواب میرے حصے میں آئیگا یانہیں۔یہ تو علماء کرام ہی بتا سکتے ہیں۔لیکن ایک بات کا میں قائل ہوگیا کہ مرحومین اپنے پس ماندہ رشتہ داروں کے نیک کاموں سے باخبر رہتے ہیں اور شاید اسمیں اپنا حصہ لینے کے بھی طلبگار ہوتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کا ایک واقعہ

شوکت علی چنبہ ہاؤس لاہور میں بحیثیت چوکیدار کام کررہا ہے۔غریب تو ہے۔لیکن مخلص انسان ہے۔ابتدائی عمر سے اولیاء کرام سے وابستگی اسکا شعار رہا ہے۔خصوصی طور پر بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ،نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ، چشتیاں شریف رحمۃ اللہ علیہ ،تونسہ شریف رحمۃ اللہ علیہ اور سیہون شریف رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر حاضری دینا اپنی خوشی قسمتی اور سعادتمندی سمجھتا ہے اور حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں اکثر جمعرات کی رات کو خصوصاً حاضری دیتا ہے۔

تقریباً پچھلے بیس سال سے بلال گنج کے پاس گزرتی سڑک پر عرس کے موقع پر مسلسل تین دن اور رات لنگر کی تقسیم کا فریضہ ادا کرتا ہے جس میں احقر کی بھی کچھ مالی اعانت شامل ہے۔شوکت صاحب کہتے ہیں کہ دوسال قبل عرس کے موقع پر کار۔ٹانگے

۔سائیکل سواروں کی وجہ سے بلال گنج روڈ پر بہت رش تھا۔ یہاں تک کہ پیدل چلنے والوں کو بھی مشکل پیش آ رہی تھی۔ دیکھا گیا کہ گرمیوں کے عرس میں رات کے وقت زائرین کا ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔رات کے دو بجے کا وقت تھا۔ٹریفک کا رش بدستور جاری تھا۔کہ یک لخت ساری ٹریفک کے بیچوں بیچ پانچ فٹ کی جگہ بالکل خالی ہوگئی۔ٹریفک میں کوئی حرکت نہ تھی۔جیسے کسی غیر مرئی قوت نے سب کو بے حرکت کر دیا ہو۔یہ کیفیت کوئی چار یا پانچ منٹ رہی۔پھر فوراً ٹریفک رواں دواں ہوگئی۔شوکت کہتا ہے میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ہم سب ایسی حالت سے دوچار کیوں ہوئے۔کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہوا ہے۔شوکت نے جب اس واقعہ کا تزکرہ عرس پر آئے ہوئے اللہ والوں سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی معی اپنے صحابہ کرام اجمعین کے آمد ہوئی تھی اور آپ ﷺ کی سواری ادھر سے گزری۔ شوکت کہتا ہے کہ میں ایک عرصہ سے لنگر تقسیم کرنے پر معمور رہا ہوں۔لیکن ایسا حیران کن واقعہ کبھی پیش نہیں آیا۔رسول کریم ﷺ کی عرس شریف پر آمد حضرت داتا گنج بخش پر کرم نوازی اور رحمت کی نوید ہے۔

جن پر آقائے دو جہاں مہربان ہوں۔وہاں عوامی اور عاصی اپنے مرادیں بر لانے کیلئے دعا اور کرم لوٹنے کیلئے کیوں نہ حاضر ہو۔

قوت عشق سے ہر پست کر بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

علم غیب قرآن حکیم کی روشنی میں

اس بارے میں میرے جیسے کم دینی علم کے حامل کیلئے اس عنوان کے بارے میں کچھ عرض کرنا حقیقتاً سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ جب قرآن حکیم باترجمہ اردو کا مطالعہ کرتے ہیں تو رسول پاک ﷺ کی ذات مقدسہ کی توقیر عظمت اور ولایت کے بارے لاتعداد خیالات جنم لیتے ہیں۔ جن کو زبان اور قلم بیان کرنے سے قاصر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمتہ للعالمین کے خطاب سے نوازا۔ آپ ﷺ کی ذات باصفات اتنی اعلیٰ اور سراپا رحمت اوصاف مجتمع کیے ہیں۔ کہ آپ ﷺ ہر دو جہانوں کیلئے باعث لطف وکرم ہیں۔ آپ ﷺ انسان اور حیوان شجر بحر وبر ہر خلق کی چیز کی بھلائی کے لیے مبعوث ہوئے، سب سے بڑھ کر شفاعت اور رؤف ورحیم کا اذن فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خلق عظیم فرمایا۔ اس لفظ میں محبت، شفقت، رحم وکرم، عدل، سخاوت، صلہ، رحمی کے اسوہ حسنہ سے متصف فرمایا۔ جس میں اعلیٰ اخلاق اور تمام خوبیاں سما جاتی ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ حشر کے دن اخلاق کی تولیں ہونگی۔ جن کی بھاری ہونگی وہی کامیاب ہونگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول پاک ﷺ گھر میں داخل ہوں اور آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر مسکراہٹ نہ ہو۔ حسن اخلاق کا اطلاق زبانی کلام پر نہیں۔ بلکہ عملی رنگ میں سچی نیت

اور سچے دل سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ جو دل کے بھیدوں سے واقف ہے۔ آپ ﷺ کے نقش قدم پر گامزن ہوتے ہوئے صحابہ کرام اور اولیاء کرام نے اسلام کا مشن پھیلایا جس کی بدولت کروڑوں انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ سب بغیر تلوار کے ہوا۔ اب ایمان کی روشنی کے مینارہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قرآن مجید فرقان حمید سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دین و دنیا کے پورے حالات سے مطلع فرما کر صاحب ﷺ بشیر و نذیر مبعوث فرمایا۔ ایسے واقعات سے بھی آگاہ فرمایا۔ جن کا تذکرہ پہلی کتب آسمانی میں نہیں تھا۔

مثلاً اصحاب کہف کا واقعہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا احوال جس کو "علم لدّنی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے ابتدا ہی سے غیب پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایمان لانا اللہ تعالیٰ واحد پر۔ رسولوں پر، فرشتوں پر، آسمانی کتب پر، روز الست پر، روز جزا پر، لوح محفوظ پر، اللہ تعالیٰ کی بنائی تقدیر پر، جنت اور دوزخ پر۔ قرآن مجید کے چند ایک مقامات کا ذکر ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خصوصی انعامات سے مستفیض فرمایا ہے۔

1۔ اور دور نہ ہٹاؤ انہیں جو پکارتے رہتے ہیں۔ اپنے رب کو صبح و شام اور

طالب رہیں اسکی رضا کیلئے (سپارہ 7 الانعام۔آیت 52)

2۔اور روکے اپنے کوان لوگوں کی ساتھ جو پکارتے ہیں۔اپنے رب کو صبح و شام طلبگار اس کی رضا اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں۔(سپارہ 15 الکھف آیت 28)

3۔بیشک تشریف لایا ہے۔تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے۔اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا۔بہت ہی خواہشمند ہے۔تماری بھلائی کا۔مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانیوالا۔ بہت رحم فرمانے والا ہے (سپارہ 11 التوبہ آیت 129)

مندجہ بالا آیات کریمہ سے یہ حقیقت پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ اپنی رحمت کریمہ کے پر پھیلا دیں۔اس میں یہ بات عیاں ہے کہ

آپ ﷺ ہر عبادت کرنے والے مردوزن کو جانتے ہیں اور کرم فرماتے ہیں۔(دیکھیے آیت نمبر 215 سورۃ الشعراء سپارہ 19)

4۔مزید برآں سورۃ آل عمران آیت نمبر 179 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"البتہ غیب کے علم کیلئے چن لیتا ہے۔اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے۔سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر۔اور اگر تم ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیا۔تو تمہارے لیے اجر عظیم ہے"

5۔(سورۃ نجم سپارہ 27 آیت نمبر 3-4-5) اور وہ بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے (3) نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے (4) انہیں سکھایا ہے زبردست

قوتوں والے نے (5)

6۔(سورۃ الرحمٰن سپارہ 27 آیات 1-2-3-4)رحمٰن نے (اپنی حبیب کو)سکھایا ہے قرآن پیدا فرمایا انسان (کامل) کو(نیز) اسے قرآن کا بیان سکھایا۔

سب علماء کا متفقہ ایمان ہے کہ قرآن حکیم سارے علوم کا احاطہ کیے ہوئے ہے جس میں علم غیب بھی ہے اور جس کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی ودیعت کیا ہے۔

7۔(سپارہ 30۔سورۃ التکویر آیت 24)''اور یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں ذرا بخیل نہیں''

A-7 نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ انکے قریب ہیں۔سورۃ الاحزاب آیت 6 حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا ملکہ سبا کا تخت شالی یمن سے یروشلم جو تقریباً دو ہزار میل کا فاصلہ ہے آنکھ جھپکنے سے پہلے لا حاضر کیا۔اسکو کتاب کا علم تھا۔اور اسم اعظم جانتا تھا۔یہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تصرف ہے

(دیکھیں سپارہ 20۔سپارہ النمل آیت نمبر 40)

گناہ اور ظلم کا مداوا

انسان خطا کا پتلا ہے۔اگر انسان سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو اسکے ازالہ کی تدبیر بھی قرآن مجید فرقان حمید نے فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اپنی غلطی کا برملا

اظہار رسول کریم ﷺ سے کریں۔ رسول کریم ﷺ آپ کیلئے استغفار فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔" اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے۔ تو حاضر ہوتے ہیں آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ہے ان کیلئے رسول کریم بھی تو وہ ضرور پاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا۔ (سپارہ 5 سورۃ النساء آیت 94) مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ابن کثیر

سورۃ النساء آیت 41

تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ (اور اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان پر گواہ۔

عام اصطلاح میں گواہ وہ ہوتا ہے جو موقعہ پر موجود ہو۔ اور دیکھ بھی رہا ہو۔ دوسرے الفاظ میں عینی شاہد۔

آیات کا ترجمہ پیر محمد کرم شاہ کے مترجم جمال القرآن سے لیا گیا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام سے حدیث مروی ہے جس کا متن ہے، رسول پاک ﷺ صحابہ کرام سے خطاب فرمارہے تھے۔ صحابہ کرام اپنے اور مختلف واقعات کے بارے میں استفسار کر رہے تھے۔ رسول پاک ﷺ سب کا جواب فرمارہے تھے کہ سوال و جواب کا سلسلہ لمبا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے قیامت تک ہونے والے واقعات بیان فرمائے۔ آپ ﷺ کے جلال کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بمشکل گھٹنوں کے بل کھڑے

ہو سکے اور عرض کیا۔

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا

میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر دل سے راضی ہو چکا۔ رسول پاک ﷺ کے ارشادات جسے یاد رہا جو بھول گیا سو بھول گیا۔

(ولسوف یعطیک ربک فترضی) (پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت 5)

اور عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اہل بیت کے نزدیک یہ آیت مبارکہ قرآن حکیم و فرقان مجید میں سب سے زیادہ امید افزا ہے۔ اسکا ورد بہت سی بیماریاں بالخصوص سر کے درد کیلئے اکسیر ہے۔ آپ ﷺ اپنی ساری امت کیلئے بخشش و مغفرت مانگنے کے بعد راضی ہونگے۔ متن تفسیر پیر محمد کرم علی شاہ الازہری۔

روز ازل بھی آپ ﷺ کا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ میرا محبوب رسول کریم ﷺ تشریف لائیں تو آپ سب نے ایمان لا کر اُنکی اطاعت اور مدد فرمانی ہے اور سب پہلے رسولوں کی شریعتیں منسوخ ہو جائینگی۔

اور آخرت بھی آپ ﷺ کی ہے۔ جہاں شفاعت کا اذن سکہ آپ ﷺ ہی کا رائج ہوگا۔ بالفاظ دیگر دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں ایک واحد شخص جناب رسول پاک ﷺ کی ذات مقدسہ میں سمو دیں۔ اوپر بیان کئے گئے

آیات مبارکہ واقعات قرآن حکیم سے لئے گئے۔ مجھ ناچیز کو سارا قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، بے شک وہ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالف کی بعد اس کے ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی۔ وہ ہر گز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے۔ اور بہت جلد اللہ ان کیا دھرا اکارت کر دیگا (سورۃ محمد آیت ۳۲) اور دیکھے آیت سپارہ 17 سورۃ الانبیاء آیت 94

اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر وحی نازل ہونا بھی غیب کی خبریں دینے کے مترادف۔

نبی کے لغوی معنیٰ بھی احکام الٰہی کی خبریں دینے سے ہے۔ کوئی نہیں چاہے گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں کمی ہو اور اسکا انجام ابولہب کی بیوی ام جمیل کے گلے میں مونج کی رسی جیسا ہو۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین سپارہ 17 سورۃ الانبیاء آیت 107

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔

علماء اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

1۔ فوت شدہ کسی کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ رحمت اور امداد کے لیے ضروری ہے کہ بشر زندہ ہو۔

2۔ رحم فرمانے والا علم بھی رکھتا ہو۔ کہ جس کیا اعانت کرنی ہے اسے کس چیز کی حاجت ہے۔

3۔ مدد کرنے والے کے پاس وسائل اور قوت بھی ہو۔

4۔اور امداد کرنے والا ضرورت مند کے پاس ہوتا کہ اس کی حاجت روائی ہوسکے یہ سب اوصاف اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین ﷺ کی ذات مقدسہ ﷺ میں ہر خلق چیز کیلئے مرحمت فرمائے ہیں۔

یہ حسن و عشق کا اپنا الگ معاملہ ہے
جہاں ہو ذکر خدا ساتھ آئے یاد رسول ﷺ
(نصرت مسعود)

انبیاء کرام کے زندہ ہونے کے بارے میں قرآن حکیم کے سپارہ ۲۱ سورہ السجدہ آیت نمبر ۲۲ میں ارشاد ہے۔

''اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو۔اور ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایات کیا''۔ترجمہ شاہ احمد رضا خان اس آیت مبارکہ کہ تفسیر میں مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین فرماتے ہیں۔

''یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب کے ملنے میں یا یہ معنی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملنے اور ان سے ملاقات ہونے میں شک نہ کرو''۔

چناچہ معراج شریف حضور اقدس ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

ایک ہی وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین مختلف مقامات پر ملاقات ہوئی، پہلی بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبر میں نماز پڑھتے ہوئے۔دوسری بار بیت المقدس میں جہاں تمام انبیاء کرام کی امامت کے وقت جس میں کم وپیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر طبعی (جسمانی) حالت میں تھے۔

تیسری بار پچاس نمازوں کی تخفیف کرانے کے سلسلہ میں بار بار ملاقاتیں ہوئی۔اس ظاہر ہوا کہ تمام انبیاء کرام طبعی حالت میں زندہ جاوید ہیں۔حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔

قرآن حکیم وفرقان حمید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ شہید زندہ ہیں ہم ان کو رزق دیتے ہیں جسکا تم ادراک نہیں۔

حضرت ابوہریرہ کہ احادیث میں ہے کہ بخدا مجھ پر تمہارا خشوع ورکوع مخفی نہیں۔میں تمہیں اپنے پس پشت دیکھتا ہوں بعض مفسرین نے فرمایا ہے۔

اس آیت (سپارہ ۱۹،سورۃ الشعراء آیت ۲۱۹) میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں۔میری نظر اولیاء کرام جو تمام عمر نفس کے خلاف جہاد کرتے ہیں وہ بھی زندہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کا علم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارا نہیں اور نہ ہی اسکی گہرائی پاسکا ہے۔بجز صاحبِ قرآن کریم ﷺ جن پر نازل ہوا۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیراوجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
توفیق اور ہدایت تو منجانب اللہ جل وشانہ ہی سے ہے

محمد مقبول الٰہی صاحب کے گھر میلاد شریف کی تقریبات

جناب شیخ المشائخ سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف نے اپنے مریدین اور معتقدین کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ ماہانہ رسول

کریم ﷺ کا میلاد شریف منائیں۔ محترم محمد مقبول احمد j-77 ماڈل ٹاؤن نے اس بات کو گرہ سے باندھ لیا۔ آپ کو اعلیٰ حضرت محمد اسماعیل شاہ بخاری کرماں والا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ مقبول صاحب پچھلے بارہ تیرہ سال سے ہر ماہ کی پہلی اتوار کو میلاد شریف منعقد کرنے کی سعادت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے محمد عثمان سب مدعوین کی مدارات میں مصروف رہتے ہیں۔ مقبول صاحب کی بیٹی اور بہو مہمانوں کیلئے لذیذ کھانوں کا اہتمام کرتی ہیں۔

میلاد کی محفل میں J-16 ماڈل ٹاؤن مسجد کے امام جناب حافظ معین الدین۔ دینیات کے پروفیسر راؤ ارتضیٰ صاحب اور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کے خلیفہ مجاز جناب قاری مشتاق احمد صاحب روحانی خطبات سے دلوں کو گرماتے ہیں۔ نعت خوانوں میں مقبول نقشبندی، عبدالصمد اور حافظ وزیر محمد نعتیہ کلام خوش الحانی سے ادا کر کے سماء باندھ دیتے ہیں۔ علماء کا کہنا ہے کہ جہاں عقیدت اور محبت ہو وہاں جلوۂ رسول اکرم ﷺ موجود ہوتا ہے۔ بعض اوقات موجودگی کے تاثرات مرتب ہوتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

ایک بار تو رسول کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت نصیب ہوئی۔ بڑی بڑی خمار بھری آنکھیں، لمبی لمبی انتہائی خوبصورت پلکیں ایسی موہنی صورت کہ بیان کرنا میرے بس سے باہر ہے اور میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ یہ نظارہ دل کے خانے میں پیوست ہو کر رہ گیا۔ یہ سب عنایات محمد مقبول الٰہی صاحب اور انکے اہل خانہ کی کاوش اور محبت کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے دینی و دنیاوی کام درست فرمائے اور ہم سب کو

دنیا اور آخرت میں سرخرو فرمائے اور نجات کا سلسلہ ہو۔(آمین)

اس کی امت میں ہوں اور میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شاہ کے غالب گنبد بے در کھلا

اللہ تعالیٰ آپ سب کا اور میرا بمعہ اہل خانہ کا حافظ و ناصر ہو۔
سراسر غفلت۔دعا کا طالب (عبدالوحید خان)

ہاتھ خالی ہیں مگر ملک عدم کا سفر
حوصلہ دیکھئے ہم بے سروسامانوں کا
(قمر جلالوی)

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے
(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

تمت بالخیر